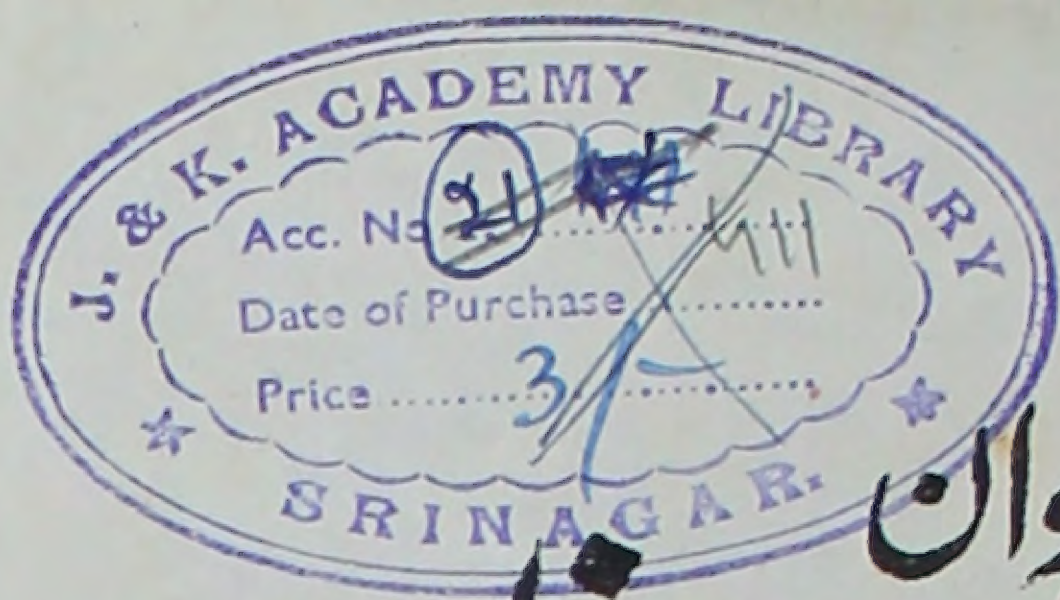


دیوان غوث الاعظم



کتاب خانہ نذیر بیہ اردو بازار دہلی



10/0

دیوان

حضرت غوث الاعظم

891.55/08

شیخ غلام محمد انبند
بائیس بازار میراکدل سریشیر

زیرنگرائی

محمد مسلم احمد نظامی ایم اے

891.4u1

NG55D

1010

نذکر

تین روپے

نَاشِر

کتاب خانہ نذیریہ اردو بازار - دہلی

مطبوعہ

لاہور پریس دہلی

توجہ فرمائیں

وقت بدلتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ انداز فکر و نظر بھی بدلتا ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ لوگ قرآن و سنت پر عمل کرتے تھے اور دنیا کی تمام عزتیں اور عظمتیں ان کے لئے موجود تھیں مگر جب مسلمان کی توجہ اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمان سے ہٹ کر نفس کے گڑھے میں جا پڑی تو اس کا نتیجہ ایسا بھیانک اور وحشت ناک ہوا کہ جس سے فکر و نظر کی تمام قوتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں۔ اُمت مرحومہ کی نبض پر اب بھی اگر ہوشیار حکیم حقیقت کی انگلیاں رکھے تو مرض کی تمام کیفیات اس طرح سامنے آئیں گی کہ جن کو محسوس کرنے کے بعد خزانہ علم و حکمت خالی نظر آئے گا۔ اور بجز تائب الہی کوئی سبیل ازالہ مرض کی نہ دکھائی دے گی۔

تصوف دراصل مذہب کی جان ہے اور اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اس کو دنیا کے مذہب میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ لیکن تصوف کے اسلوب اس قدر نازک اور باریک ہیں کہ اگر علم و عقل کی روشنی سے کام نہ لیا جائے تو بھٹکنا لازمی اور بھٹک کر منزل پر نہ پہنچنا یقینی ہو جاتا ہے۔ تصوف کے انہی باریک نکات کو جن لوگوں نے کامیاب طریقے سے دنیا کے سامنے پیش کیا ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ دنیا ان کو عقیدت سے اٹھ سیریس گزر جانے کے بعد آج بھی قطب الاقطاب مانتی ہے۔ پیران پر مانتی

ہے۔ دستگیر مانتی ہے۔ رغبت الاعظم مانتی ہے۔ محبوب سبحانی سمجھتی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ یہ اندر سے عقیدت مند ان کی تعلیمات سے بالکل غافل ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ عملی زندگی میں تعلیمات اخوتیہ کو بالکل ہی فراموش کر دیا گیا ہے اور اس طرح کھٹی صدی کا یہ مرد مجاہد یہ تصوف اور حقیقت کا امام عقیدت کے ہاتھوں صرف شیخ بن کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ اگر آپ کو اپنے دور کا تصوف اور روحانیت کا زبردست مبلغ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا آپ کے مواعظ سے دنیا کے اسلام کو روحانی تازگی نصیب ہوئی ہے۔ اور اگر یہ سمجھا جائے کہ آپ کے خطبات جو فتح الربانی کے نام سے مشہور ہیں ان نصیحتوں پر مشتمل ہیں جن سے زندگی کے اندھیرے بقیہ نور بن جاتے ہیں تو نہ صرف درست ہو گا بلکہ یہ حقیقت بھی سامنے آئے گی کہ یہ خطبات قرآن و احادیث صحیحہ کا وہ روحانی پورے ہو کسی دوسری جگہ اس قدر اختصار مگر جامع حیثیت سے نہ ملے گا۔

لیکن ان خطبات کے علاوہ کہا اور سنا یہ بھی جاتا ہے دروغ بر گردن راوی کہ حضرت نے ایک دیوان بھی مرتب فرمایا تھا جو فارسی زبان میں ہے۔ یہ دیوان چھپا اور کیونکہ عقیدت مندوں کی کمی نہ تھی ہاتھوں ہاتھ بکا انہی نسخوں میں سے ایک نسخہ فقیر کی نظر سے بھی گذرا اسی دوران میں فوائد الفواد کا اردو ترجمہ شائع کر ہی چکا تھا اور دیوان حضرت خواجہ غریب نواز اور دیوان حضرت خواجہ قطب قطاب زیر طباعت تھا اس لئے حضرت شیخ سے منسوب اس فارسی نسخہ کو جو نشی نو لکھنؤ نے شائع کیا چھاپنے کا ارادہ کیا۔ ان دیوانوں کے متعلق میری اپنی رائے جو ہے سو ہے مگر میں نے اس سلسلے میں صوفیائے دقت سے بھی مشورہ کیا جن میں حضرت

مولانا عبدالسلام صاحب دہلوی کا نام محتاج تعارف نہیں۔ یہ بزرگ ہستی تصوف اور علوم مردجہ کی وہ مشعل ہے جس پر صدیوں تک دنیا ناز کرے گی جب حضرت قبلہ کے سامنے میں نے اپنے ارادہ کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا ”چھاپنے کو چھاپ لو۔ مگر عقیدتاً حضرت شیخ بغدادی سے اس دیوان کا منسوب کرنا کوئی معنی رکھتا ہو تو رکھے مگر حقیقتاً ان اشعار کو حضرت شیخ قبلہ سے دور پرے کا واسطہ بھی نہیں۔“ مگر پھر بھی میرا ارادہ یہ ہی ہوا کہ جب اور دیوان چھاپ لئے تو اس کو بھی کیوں نہ چھاپا جائے جبکہ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مدظلہ العالی نے اس کی طباعت سے منع نہیں فرمایا۔

بڑی مشکل سے منشی نو لکشور کا مطبوعہ نسخہ مستعار لیا اور جلد جلد کتابت کے کام سے فراغت حاصل کر کے کاپیاں جوائیں تو اصل نسخہ واپس جا چکا تھا۔ انتہائی خوشامد کے باوجود یہ نسخہ دوبارہ نہ ملا۔ خدا بھلا کرے ایسے لوگوں کا جو نہ خود کوئی قدم آگے رکھتے ہیں نہ دوسروں کی ہمت بڑھاتے ہیں۔ غرض کہ کچھ نو لکشوری نسخہ غلط تھا کچھ اس کتابت میں کاتب صاحب کی مہربانیاں ہوئی ہوں گی اور اس طرح اغلاط کا درست ہونا تو مشکل تھا اور اضافہ ہی ہوا۔ دل نہ چاہتا تھا کہ اس صورت میں دیوان اس مرحلہ پر چھاپوں مگر سابقہ جان تو رحمت کو کارآمد کرنے کے لئے نسخہ موجودہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

جہاں تک اغلاط کا سوال ہے ان کو علم داں طبقہ درست کرے گا جہاں تک میرے اختیار میں تھا وہ آپ کے سامنے ہے۔ اگر کوئی صاحب مجھے اس کی اصلاح سے مطلع فرمائیں تو عین عنایت ہوگی۔ اول تو فارسی جاننے والے ہی اب کہاں؟ مگر جو ہیں اگر ان میں سے کسی ایک ہستی کے پاس بھی میرا نسخہ پہنچ گیا تو انشاء اللہ

میری آرزو پوری ہوگی اور انشاء اللہ اگر آئندہ موقع ملا تو اصلاح شدہ نسخہ ناظرین کی خدمت میں پیش ہوگا۔

حضرت کے ابتدائی مختصر حالات پر سیکڑوں کتابیں موجود ہیں خود فقیر نے حیات و تنگی رج شائع کی ہے جس میں مستند حالات حضرت والد کے مندرج ہیں اس لئے اس جگہ اُن پر روشنی ڈالنا تو لا حاصل ہے۔ دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ حضرت کو اپنے دور میں کیا مشکلات پیش آئیں جن کی وجہ سے حضرت کا عزم تبلیغ بڑھتا ہی رہا۔

آپ کا زمانہ ایسا زمانہ تھا جس میں خود مسلمانوں میں افتراق پھیل چکا تھا جس کی وجہ سے غیر مسلم قوتیں اسلام پر غالب آنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس دور میں تین قسم کے خیالات عموماً لوگوں میں پائے جاتے تھے۔

۱۔ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو فلسفہ یونان کو ہی عظیم سمجھتے تھے اور جن کے دل و دماغ اس فلسفہ میں کھوئے ہوئے تھے۔ ان لوگوں میں اکثر و بیشتر لوگ فرقہ معزلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

۲۔ ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جو شریعت مطہرہ کے ظاہری روپ پر مرتاب تھا الفاظ کے پیچ و خم سے باہر آنا ان کے لئے کسی صورت جائز نہ تھا۔ یہ الفاظ دیگر یہ وہ گروہ تھا جو الفاظ پر جان دیتا تھا مقصد سے غافل تھا۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ آداب شریعت کے ظاہری پہلو سے آگے کوئی تعلیم اسلام میں موجود نہیں یہ وہ لوگ تھے جو اسلام اور اس کی تعلیمات کا دائرہ صرف الفاظ میں محدود کرنا چاہتے تھے جن کو ظاہر پرست خشک ملا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

۳۔ آخری گروہ ان لوگوں کا تھا جو اسلام کی ظاہری تعلیمات کے ساتھ ساتھ باطنی تعلیمات پر بھی یقین رکھتا تھا۔ اور ان لوگوں کی زندگیاں بھی ان کے معتقدات کا جیتا جاگتا ہر قہ تھیں۔ ان لوگوں کا اثر ہمہ گیر ثابت ہوا۔ ان کے سامنے نہ فلسفہ یونان کا چراغ جلا نہ ظاہر پرستوں کی شمع روشن ہوئی۔ عامۃ الناس اکثر و بیشتر اس ہی گروہ کے ساتھ ہوئے جو ظاہر و باطن کو سمو کر اسلامی تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرتا تھا۔ ان لوگوں کے معتقدین اس قدر وارفتہ ہوئے کہ زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ اس گروہ کی تقلید اور ہدایت کو تو بھول گیا اور صرف خوش اعتقادی اور حسن ظن میں گم ہو گیا۔ نہ صرف یہ بلکہ اسی عمل کو نجات کا ذریعہ سمجھنے لگا۔ حضرت شیخ اس دور میں یہ سب کچھ خاموشی سے ملاحظہ فرماتے رہے۔ مرض بظاہر معمولی تھا مگر اس کے اثرات مہلک اور دیر پاتھے اس لئے آپ نے خوش اعتقادی اور حسن ظن جیسے خطرناک امراض سے لوگوں کو بچانے کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اور اپنی ہر ممکن کوشش کی کہ یہ مرض دہائی نہ ہو جائے۔ اس سلسلہ میں آپ کے مشہور زمانہ مواعظ نے خاطر خواہ اثر دکھایا۔ جن میں اسلام اور تصوف کا صحیح تعلق اور مطلب و منشا پیش کیا گیا ہے۔ جن کو پڑھ کر حساس دلوں میں تڑپ پیدا ہوتی ہے مردہ رگوں میں بیداری پیدا ہوتی ہے اور تصوف کا صحیح نقشہ سامنے آتا ہے۔

سوانح عمریاں تو بہت کثرت سے موجود ہیں خدا ذی فiq دے اور ذوق بھی ہو تو شطنہ فی کی بھجۃ الاسرار پڑھئے۔ یحی التمدنی کی قلائد الجواہر دیکھئے۔ محمد الدلانی کی نتیجۃ تحقیق ابن حجر کی غنیۃ الناظر۔ الذہبی کی تاریخ اسلام اور ابن رجب کی شذرات الذہب شیخ سنوسی کی تصنیف کردہ حضرت شیخ کی سوانح پڑھئے۔ یہ سب لوگ حضرت والا

کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں تو مذکورہ کتابیں موجود ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا۔ یہ صرف شیخ جیلان کا تصرف تھا کہ سلسلہ سہروردیہ کا یہ امام علم ظاہری سے ہٹ کر علوم باطنی میں کم ہو کر رہ گیا۔ حسنی اور حسینی سیدوہ عظیم المرتبت انسان تھا جس کی زندگی مذہب اسلام کی تبلیغ کے لئے دنف تھی جس کا مقصد دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فروغ تھا۔ اور یہ ہی ایمانی سر بلند می تھی جس کی وجہ سے آج آٹھ سو برس گزر جانے کے بعد بھی لوگوں کی گمراہی اس کے نام کے لئے ہی ادب سے جھک جاتی ہیں۔

حضرت مجد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

حضرت غوث الثقلین مرکز ولایت ہیں۔ عالم اسلام میں جسے کوئی عظیم معافی مرتبہ ملا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی توجہ باطنی سے ملا۔

سید نجیب الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

میں نے حضرت عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے زیادہ دین دار۔ زیادہ پرہیزگار زیادہ سخی اور زیادہ مسکین پرور کسی جماعت کے ارکان کو نہیں دیکھا۔

حضرت شیخ قدس سرہ کی تصانیف عام طور پر چار ہیں:-

(۱) فتوح الغیب - اٹھتر وعظوں کا یہ عظیم النظر مجموعہ ہے۔

(۲) فتح ربانی - تریسٹھ وعظوں کا دل نشیں مجموعہ۔

(۳) غنیۃ الطالبین -

(۴) الفیوضات الربانیہ

مذکورہ دونوں کتابیں سالک کے لئے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کے لئے

غیر مترقبہ نسبتیں ہیں۔

حضرت جب کبھی وعظ فرماتے تھے تو بعض اوقات ستر ستر ہزار شیعہ اہل
کا مجموعہ ہوتا تھا جو ہمہ تن گوش ہو کر حضرت کے ارشادات کو سنتا تھا اور چار سو
کاتب حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کو قلم بند کرتے تھے۔
یہ حضرت شیخ عبدالحق محبت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخبار میں فرماتے ہیں۔
غرض کہ یہ عظیم ہستی جب دنیا میں آئی تو وہ خدمت انجام دی جس کا جواب نہ
ہو سکا۔ آپ سے پہلے قرآن و سنت کا احترام بس برائے نام تھا۔ نہ تقویٰ تھا
نہ طہارت۔ نہ اتباع سنت نفس کی لذتوں کی نذر ہو چکا تھا۔ مکر و فریب بطور
ہند کے مانا جاتا تھا۔ نفس پرستی۔ شراب نوشی۔ زنا کاری۔ یہ سب برائیاں
طوفانی تیزی سے بڑھ رہی تھیں مگر حضرت شیخ کی ایک توجہ سے اس محفل شیطانی
کارنگ پھیکا کر دیا۔ اور وہ رنگ جما یا جس کو دنیا آج تک نہیں بھولی۔
ان کا یہ دیوان ہے۔ ان کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے بس اتنا
سمجھ لینا کافی ہے کہ ان سے جو چیز منسوب کی گئی ہے وہ بھی بلند ہی ہو اس
لئے جو بھی سمجھا جائے خیالات کے اعتبار سے چیز اونچی ہے۔ قابل قدر ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

التماس

حضرت سلطان الاولیاء غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات مستند حوالوں کے ساتھ
اس نظریہ سے مرتب کی گئی ہے تاکہ آپ حضور محبوب سبحانی
کے حالات سے واقفیت حاصل کر کے ان کے خیالات متبرکہ
سے فائدہ اٹھائیں۔

یہ ظاہری اور معنوی آرائشوں سے مرصع کتاب جس پر حسین
گروپوش ہے مجلد سفید کاغذ پر چھپی ہے۔ کتابی تقطیع ہے۔ نام
اس کتاب کا

حیات دستگیر

ہے۔ ہدیہ صرف تین روپے (تین روپے)
مسلنے کا پتہ

کتب خانہ نذیریہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

ارشاد محبوب

حضور سلطان المشائخ محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء
رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات فوائد القواد شریف کا
اردو ترجمہ انتہائی خوبصورت انداز میں عقیدت
کے جذبہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے چھ سو صفحات
چکنے کاغذ پر کستابی تقطیع مجلد مع گرڈ پوش جس پر
آستانہ محبوب کا روح پرور عکس ہے۔

ہدیہ صرف تین روپے (۳ روپے)

نشر

کتب خانہ نذیریہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

حیات عثمانؓ

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
مختصر مگر جامع سوانح حیات جس کا ہر ہر لفظ ایمان و
حیا کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ دور خلافت کی عظیم الشان
داستان جس پر خوبصورت جلد مع گرد پوش ہے۔ کاغذ
چکنا۔ کتابت طباعت دیدہ زیب۔ اس کا پڑھنا ثواب
اور اس پر توجہ دینا ایمان کی ضمانت ہے۔

ہر یہ ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ناشر

کتب خانہ نذیریہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

ضابطہ شریعت

شمس العلماء مولانا حافظ نذیر احمد دہلوی کی وہ عظیم الشان تصنیف جو شریعت مطہرہ کا مکمل دستور ہے تین حصوں پر مشتمل ہزار صفحات سے زائد بڑی قطع پر یہ چکنے کاغذ پر چھپی ہوئی کتاب اس قابل ہے کہ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیں۔

حصہ اول - حقوق التدریس مشتمل ہے۔

حصہ دوم - حقوق العباد پر مشتمل ہے۔

حصہ سوم - اخلاق و آداب پر مشتمل ہے

ہدیہ ہر سہ جلد کا بل مجلد دس روپے۔

ناشر

کتب خانہ نذیریہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

بچوں کی نماز

نماز فریضہ اسلامی ہے اور سب سے اہم فرض ہے
 اس کو پورا کرنا شرط مسلمانی ہے اپنے بچوں کو نماز
 کا صحیح طریقہ بتائیے تاکہ بڑے ہو کر وہ اس فرض کو سمجھ
 کر اچھی طرح ادا کر کے اپنی دین و دنیا کو بہتر بنائیں۔
 مختصر آسان اردو میں نماز کے تمام مسائل دل نشیں
 انداز میں انتہائی خوبصورت کتاب مع گرد پوش۔

ہدیہ صرف ایک روپیہ۔

ناشر

کتب خانہ نذیریہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

اسلامی احکام

بچوں کے لئے یہ کتاب کہانی کی کہانی اور سبق کا سبق ہے۔ بچوں کی ذہنیت اور فطرت کو سامنے رکھ کر اسلام کے اہم ترین احکام کی یہ مختصر مگر جامع تفصیل اپنے بچوں کو پڑھائیے۔ جن کو پڑھ کر وہ بچے سچے مسلمان بنیں گے۔ خوبصورت کتاب۔

۶۲۲ نئے پیسے (۱۰ ار)

ناشر

کتب خانہ نذیر یہ اردو بازار جامع مسجد دہلی

نذر

اپنی اس کوشش کو دربار محبوب سبحانی میں پیش

کرتا ہوں۔ شاید قبول ہو۔

محمد مسلم احمد نظامی ایم اے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے حجابانہ درآوازِ درِ کاشانه ما
 کہ کسے نیست بجز درِ تو در خانہ ما
 گریبایے بسیرِ تربت ویرانه ما
 بینی از خونِ جگر آب شدہ خانہ ما
 فتنہ انگیزِ مشوکا کلِ مشکینِ مکشائی
 تابِ زنجیرِ ندارد دلِ دیوانہ ما
 مرغِ باغِ ملکوتیم درین دیرِ خراب
 می شود نورِ تجلایِ خداوانہ ما

با احد در حد تنگ بگویم که دوست

آشنا بگویم توئی غیر تو بیگانه ما

گر نکیر آید و پرسد که بگو رتب تو کیست

گویم آن کس که ر بود این دل دیوانه ما

منکر نعره ما گو که بماء عربده کرد

تا به محشر شنود نعره مستانه ما

شکر شد که خردیم و رسیدیم به دوست

آفرین باد برین همت مردانه ما

محتی بر شمع تجلای جمالش می سوخت

دوست می گفت نه هی همت مردانه ما

ای بلبل شوریده دیوانه تویی یا ما
 جو یامی مرغ خوبی جاسانه تویی یا ما
 تو عاشق گلزاری من عاشق دیدارم
 در درد فراق او مردانه تویی یا ما
 تو در قفسی و ما در خلوت خود تنها
 ای گوشه نشین مست دیوانه تویی یا ما
 در فصل بهار وی از عشق جمال وی
 بانگ و فریادی مستانه تویی یا ما
 عشق تو بما بلبل اندر رگ و پی رفته
 آن باده کو آن را پیمانه تویی یا ما
 تو چون گل و ما جز دوست چیزی چون نمی بینم
 از غیر حبیب خویش بیگانه تویی یا ما
 تو زخم خوری از خار ما را بکشد بر دانه
 آیانر بان خلق افسانه تویی یا ما

تو عاشق و ما عاشق دم در کش و حاضر باش

ورنه بخدا امر و زدر خانه توئی یاما

گویند که گنجی هست اندر دل هر سر مست

از بهر چنین گنجی دیوانه توئی یاما

محتی بگلستان شد بابلبل نالان گفت

کای ببلبل نالنده جانان توئی یاما

در غم عشق تو زان بگذشت کار دل مرا
 کز وفایت کم شود یک لحظه کار دل مرا
 فارغم از گشت گلشن کز غم تو هرزه مان
 بشکفد صد گونه گل از خار دل مرا
 بردلم باری حوالت کن غم و اندوه خود
 چون توان کردن که کردی غم گسار دل مرا
 ماهی کو بر کنار افتد ز دریا چون بود
 هم چنان باشد بلاد کنسار دل مرا
 آن که روزم شد سیه باشد ز بے صبری دل
 تیره تر باد از روزم روزگار دل مرا
 باز آمد روز هجران ناله کن بارے دل
 چون تو بودی و فراق یار بار دل مرا
 چند چون محیی کشد دل در ره تو انتظار
 سوخت هم چون سایه بر ره انتظار دل مرا

گرنداری آرزومنی وصل جانان جان مرا
 زندگی بگذاشته بی او غم هجران مرا
 سرو من آغشته در اشک جگرگون من است
 فارغم گر باغبان نگذاشت در بستان مرا
 نیست فرقی در میان شخص من تا سایه ام
 بس که در آتش فکند این دل سوزان مرا
 حال من چون پیرکنعان شد کنون چون بنیت
 بس که آمد سبیل اشک از دیده گریان مرا
 جامه جان چاک شد در وادای عشق و هنر
 هر طرف صد خار غم بگرفتند در دامان مرا
 هم چون یارب که کردی بی نصیب از وصل یار
 ای که دور انداختی از صحبت جانان مرا
 این که با مردم مدار می کنم از بهر تنست
 ورنه کی پروا بود از قول بدگویان مرا
 خانه من گلخن و فرش من از خاکستر است
 تا که چون محبت بخوابی بی سرو سامان مرا

بارِ دگر صبحِ سعادت و مبدء
 زان که صبح است کنونِ شامِ ما
 زان می قتال که دارد خدا
 از دل شب ریخته در جامِ ما
 باز می عشق بسے خورده ایم
 تا چه شود خواجہ سرانجامِ ما
 هیچ بلا نام زدِ خلق نیست
 تا سرد فترت بود نامِ ما
 از دل هر روز مالشوند
 زمزمه عشق دلارامِ ما
 تا ابدای دوستِ ملاوت دید
 چاشنی درد تو در کارِ ما
 عاشق دیوانه و مستقیم از ان
 درد پیایے رسد انعامِ ما

از شر مشغله عشق دوست

سوخته شد ظاهر اسلام ما

خواری خلقان جهان می کشم

تا به کرم حق کند اکرام ما

مجوی به محبوب نظر کرد و گفت

باز بر آمدت مرا از بام ما

من هم چو آذر از برون بت می تراشم روز و شب
 وز اندرون هم چون خلیل الله گویم این عجب
 در تبکده با این بتان با آن که مستم هم نشان
 نور خدا بینم عیان حیران اویم روز و شب
 بشنو تو ها و هوئی من بنگر تو رنگ و بوئی من
 بشکاف یک یک موئی من بین تو دروئی روز و شب
 آن سر و بالا کیست آن کز وصف اولال ست نشان
 در عشق او دیوانه شدیم ترک و ناجیک و عرب
 هر که که سلطان جهان خواهد که بیند روئے خود
 از لولیان مملکت آئینه می دارد طلب
 وقت تجلی خدا در رقص آمد کوه طور
 اندر دل سنگین سنگ از بس که پیداشد طرب
 در محفل جنت بتو حق می دهد جام ظهور
 فی باده دارد رنگ و بوئی جام دارد کیف لب

من عاشق خود خواندمت نزد یک خود بنشاندمت
 جز فصل بے پایان من این راندانی تو سبب
 اشتر که بینی مست شد بر دار دانه جسم خود
 وز غایت مستی بر دسر در سو کوه و حطب
 او معصیت را از کرم طاعت کند در روز حشر
 رحمت کند بر عاصی کوشد سزاوار غضب
 آن یوسف کنعان عجب گرنیست در باز ارم
 کین جمله باز اریان دارند فریاد و شغب
 محیی چراغ روشن است اندر دولت از نور حق
 فی کوکب دروے ست چون این دل ز قندیل حلب

بنده گریز بنگ خوردی در شراب
 توبه کن آمرزمت بی پیچ و تاب
 گر خطا کردی بگو بد کرده ام
 تا کنم جمله خطارا من ثواب
 کی حساب آن گدا کرد است شاه
 گو خورد و در مطبخ شه نان و آب
 بنده مائی و اندر شرع ما
 بنده هر چه کرد برخواهست خواب
 خصم و امن گیر را را ضعی کنم
 روز حشر از تو و هم بر او ثواب
 در دل شب تا که گوئی ای خدا
 من ترا بیدار می سازم از خواب
 چون ترا سلطان گرفت اندر پناه
 غم مخور از پیچ ملک از انقلاب

ماترا از بس که می داریم دوست
 دارمست از عشق خود و ایم خراب
 از عذابم چند ترسانی بگوئی
 دوست هرگز دوست را کرده عذاب
 تا که حسن و ناز با ما کم کنی
 گاه گاهی می کنم بر تو عتاب
 وقف روی تست این دیدار من
 وقف ذره کرده ام من آفتاب
 تو ز دوزخ ترسی و دوزخ ز من
 پس ممکن از ترس دوزخ اضطراب
 در جهنم گرد روی من گویش
 تا ز تو بیخ سوز دنی کباب
 من کنم آیین دعا هائی ترا
 من دعا هائی تو سازم مستجاب
 محیی را آن دم که آمرزیده ام
 پیچ موجودی نبود از پیچ باب

حکمت نوروز خاں

از جمال لایزال بر نداری گر نقاب
 عاشقان لاابالی را بماند دل کباب
 صدر جنت گری بود بی دوست در قعر حجم
 خیمه های عاشقان بینی طناب اندر طناب
 قاصد الطرف عین باشند حوران بهشت
 هر که شد کوته نظر گو سوی ایشان می شتاب
 عاشقان نے حور خواہند نے بہشت از بہر آن
 فایغ انداز کتخدانی خانمان کردہ غراب
 پردہ محشر بدرند عاشقان چون از لحد
 سر بر آرند بادل پر آتش و چشم پر آب
 بادل مجروح می گویند و می گویند کو
 آن کہ کردہ وعدہ دیدار خود روز حساب
 بے تماشا می جمالت محیی گوید روز حشر
 در صف بیگانگان یا لبتنی کنت تراب

گر تماشائی جمال حق نباشد در بهشت
 برکنند مستان حضرت قضا را خشت خشت
 حق تعالی چون دهد بر بندگان جام ظهور
 کاسه بتانیم و با آن کاسه ده خوانیم بهشت
 بر درخت دل امید وصل تو کردیم وصل
 در دو عالم غیر ازین ما را نباشد هیچ کشت
 یکسر موی نباشد خالی از سودای دوست
 در سر این سوداست ما را تا نباشد سر نوشت
 آن که شد سر رشته بخت همه در قبله اش
 تا گلیم بخت ما را از کدای نیک و زشت
 تان به بینم دوست را این حلقه پوشم سیاه
 از میان حللای رنگ رنگ اندر بهشت
 از سجود بت مرا کاف بگو دیوانه ام
 سجده می کردم ندانستم که کعبه ست یا کنشت

چون رود از پیش چشم عاشقان مجنون دوست
 زان که از لایعقل مجنون نداند خوب و زشت
 کے مشام جان مشتاقان معطر می شود
 گر نباشد بوی او در جنت عنبر و رشت
 محبی می گفت آہ من چارہ چہ سازم چہ کنم
 دل برفتہ در بلای عشق او جان را بہشت

سی صد و شصت نظر را بنده ماست
 بنده را مرتب بنگر ز کجا تا به کجا است
 بے وفائی ممکن و از در ما دور مرد
 زان که ما را ز ازل تا با بد با تو صفاست
 روئے ناشسته چهر کین شده از چهر گناه
 آب گرمی که از و شسته شود رحمت ملست
 هم بدست تو دهم نامه تو روز حساب
 تا نداند کس دیگر که درین نامه چه است
 یک نیکوئی ترا ده بد هم در دنیا
 باز در آخرت آن هفصد و هفتاد تراست
 گریب دی از تو بر آید به کرم عفو کنم
 این چنین لطف و کرم غیر من بنده کراست
 نار و نسخ چه کند با تو چرا ترسی از و
 ظاهرو باطن تو چون همه از نور خداست

هر چه خواهی بطلب تو ز من و شرم مدار
 بر من اے بنده اجابت بود و بر تو دعاست
 تو ز من هیزم و شیر و نمک و دیگر بخواه
 من و کیل تو ام از من بطلب هر چه منراست
 من عطا کرده ام ایمان عطا کرده خویش
 کی ستا نم ز گدای که برا و صدقه رواست
 با تو ام من همه جا ترس تو از شیطان حسیت
 چون نیاست منم ابلیس بیا که صلاست
 بیوفائی همه از جانب تست ای محبی
 ورته از ما که خدا یم همه مهر و وفاست

تاشسته ترار ویت فی آب نرانی دست
 فی پیچ کسی جز حق نشونده رویت هست
 جام می عشق حق در کشش تو اگر مردے
 نامست خدا میری در گور روے سرست
 هر صوفی و صافی کو بود است ریاضت کش
 او زله مردانه از خوان جهان بر بست
 یوسف که برادر را بدنامی دزدی داد
 در خلوت خاص خود با او چه سبب شست
 بر بسته دگر باشد بر رسته دگر ای دوست
 بر رسته کسی باشد کو دوست بد و پیوست
 تا عقل مصاحب شد بادل غم و محنت دید
 هم صحبت عشقش شد و از جمله غم هارست
 سرتا بقدم محبتی پیوسته جراحت هست
 چون در همه عمر او را یک روز نه بند دوست

عمل من همه عمر از چه خطا افتاد است
 چه غمت چون سرو کارم بخدا افتاد است
 بچنین دست نهی وصل خدای طلبم
 تو بمن گو که چنین کار کرا افتاد است
 خجلم تا بقیامت چه بگویم سیهات
 که میان من و تو دوست چها افتاد است
 نظرم جز به کمال کرم حق نه بود
 همه کارم همه عمر از چه خطا افتاد است
 تو به من لطف و کرم کرده که تنهایی دوست
 کرمش بخش همه کس همه جا افتاد است
 نظری کن بعنایت تو درین آخر عمر
 سو می این بنده که در عین بلا افتاد است
 به من از خوف گوی تو ممکن و مبسوم
 که از و بخش گنهگار رجا افتاد است

به تو در کنج لحد گفت خدا از سر لطف
 که بگور وی به تو خاک چرا افتاد است
 بر زمین دل هر کس بنشانند تخم
 بر زمین دل ما تخم وفا افتاد است
 بخدا در نظر محیی تو پیوسته دلت
 طالب فقر و محبت فقر افتاد است

گنه کردی بگو کردیم ای دوست
 که بعد از کار بد این توبه نیکوست
 گنه کردن اگر چه خوی تو گشت
 و لے عفو گناهت هم مرا خوشست
 تو شب بر خاک روی مال می نال
 که آن نالیدنست داریم ما دوست
 نفس های گنه کار این تائب
 مرا خوشبوی تر از مشک خوشبوست
 چو فضل ماست پشیمانت ای پیر
 چه غم داری اگر پشیت نود و دوست
 کسے کز وی بتر نبود بعالم
 مرا لا تقنطوا در باره اوست
 نعمت های جنت پروری مغز
 ترا بر استخوان گهر خشک شد پوست

چو رحمان بر تو نیکو هست غم نیست
 اگر شیطان بدست و یا تو بدخوست
 نمیرد ماهی دل محبی هرگز
 زلال رحمت حق تا درین جوست

پیروی شیطان بیکبارہ کند پس بیرہ است
 پوشتین دادن بگذار کار مردی ابلہ است
 گرچه شیطان ز عفران بسیار می دارد و بملک
 کی بریزد پیش حیوانی کہ قوت او کہ است
 در صبح آن مرد وار و خورده باشد با گلہ
 تو پناہت در نماز شام پس کے آگہ است
 آن تویی اندر جوانی کلہ خشک از غرور
 وقت پیری خود خنرف گشتی و پشت دوتہ ست
 کردی از مردن فراموشی کنی دایم گناہ
 یاد مردن تو بہ کردن در دل تو کہ گہ است
 گفتہ اند گردی و مردی نیستی مرد خدا
 در رہ دین گرد گرد دہر کہ او مرد رہ ست
 در درون گرناکہ زار است از برون نقش و نگار
 لایق این گرسنہ می دان کہ سر کہ با کہ است

شاه در خرگاه باشد تا بود در خرگاه شاه
 و در خرمی باشد در آن خرگاه نبود در خرگاه است
 مومن صادق چو از سر پوست می آید برون
 و آن منافق پیشه مانند پیاز نه تنه است
 محیی هر کس در جهان کرد است کاری اختیار
 کار در ویشان بدرگاه خدائین الله است

آه درد آلود مردم جان جانهارا بسوخت
 سینه مجروح هر مجنون و شهید را بسوخت
 در جگرهای کباب این آه من ز دآتش
 آه ازین آهی جگر سوزی که دهارا بسوخت
 بامد رس گفتم از سوز دل خود شمه
 آتش در جاننش افتاده سروبارا بسوخت
 پیش یوسف گریزی روزی بگوئی اے عزیز
 آتش عشق تو سرتاپا زلیخا را بسوخت
 نو بهاران اشک ریزان جانب صحرا شدم
 آه گرم سبزه های کوه و صحرا را بسوخت
 محبتی نادانست کان یاران بغفلت می روند
 خرقة و تسبیح و مسواک و مصلّا را بسوخت

باتوای عاصی مرا صلح است هرگز جنگ نیست
 زان که غیر از غم ترا اندر دل تنگ نیست
 روی ز رود خود بجا کن زان که بر درگاه ما
 پیچ روی به ز روی ز عفرانی رنگ نیست
 در دل شب هارسن در گردن فلک تو کین
 بنده را پیش خدا از تو به گردن تنگ نیست
 گر شراب و تنگ خوردی تو به کن الله گو
 یاد ما کن چون دهانت پر شراب و تنگ نیست
 مابد بهار را به نیکوئی بدل خواهیم ساخت
 کار ما با بندگان بد جز این رنگ نیست
 در دل سنگین بد کاران امید فضل ما است
 جای جوهرهای سنگین جز میان سنگ نیست
 عاصیان دارند نظر بر ما و ما بر عاصیان
 ما چو کردیم آشتی کس را مجال جنگ نیست

پشه لنگی که بار او گران افتاده است
 می رود افتان و خیزان گره پیش آهنگ نیست
 نیک مردان جهان گره چنگ در طاعت نه نند
 محیی مغلس ترا جز فضل حق در چنگ نیست

پای دل در کوی عشقت تا نیرا نودر گل است
 بختی داردید با من زان که کار مشکل است
 من ندانم کین دل دیوانه را مقصود چیست
 گو همیشه سوی سرگردانی من مایل است
 قیل محمودی فرو ماند اگر بیند بخواب
 بار سنگینی که از دردتو مارا بر دل است
 ای دل آواره آخر چند می گونی بگو
 اندران کوی که پای صدهزاران در گل است
 همدم آهست محرم غم در ایام شباب
 وقت عیش و نوجوانی و چه خوش ما حاصل است
 خود بخود گویم سخنها چون بگریم زار زار
 محرم راز غریبان لابد اشک سایل است
 محبتی با این زندگانی گر گمان داری که تو
 راه حق رفتی یقین مبدان که فکر باطل است

گفتا کئی تو با ما گفتم کمین غلامت
 گفتا مگر تو مستی گفتم بلے ز جامت
 گفتا چه پیشہ داری گفتم کہ عشق بازی
 گفتا کہ حالت چیست گفتم غم و ملامت
 گفتا کہ چیست حالت گفتم کہ حال ثنا کر
 گفتا کجا فتادی گفتم میان دامت
 گفتا ز من چه خواهی گفتم کہ درد سجد
 گفتا کہ درد ناکی گفتم کہ نا قیامت
 گفتا چه می پرستی گفتم جمال رویت
 گفتا چه داری یا من گفتم بسی ندامت
 گفتا چگونه بی من گفتم کہ نیم سبیل
 گفتا چه چیز داری گفتم همه غرامت
 گفتا چرا گذاری گفتم ز بیم هجرت
 گفتا کہ با کہ سازی گفتم بیک سلامت

گفتا کہ کیست محبی گفتم ہمان کہ دانی
گفتا نشان چہ داری گفتم کہ صد علامت

غم مخوری که عاقبت جانی تو صدر رحمت است
 روی دل تو تا ابد سوی رضای حضرت است
 غم مخوری که مرغ جان چون زنت همی پرد
 منزل آشیان او مقصد صدق بیت است
 غم مخوری که این تننت چون بلبل فرود
 خاک تن تو تا حشر غرقه بآب رحمت است
 غم مخوری که حق ترا از همه خلق برگزیده
 این ز جمال لطف او ست نه ز کمال خدمت است
 غم مخوری که روز و شب سی صد و شصت لطف حق
 در تو نظر می کند این همه از محبت است
 غم مخوری که هر گجا نو که تویی خدای تست
 در طلب خدا ترا بنده بگو چه زحمت است
 غم مخوری که عشق خود با گل تو بهم سرشت
 عشق خدای تو تو بهدم وصل خلقت است

غم مخوری که با تو هست آن دیگری بغیر تو
 او نه تو هست و تو نه او گفتن او بر خست مست
 غم مخوری که بے شراب مست و خراب گشته
 محتسبان شهر را گو که شراب جنت مست
 غم مخوری که حق ترا بنده خویش خوانده است
 بندگی خدا ترا بجای نشان دولت است

می صافی طلب جانان که دردی کش گران خوار است
 تو از ساقی نشانی گو که این جا هست بسیار است
 ازین سودا کس عشق آخر سرت برباد خواهی داد
 سرت چون می رود خواجه چه جای فکر دستار است
 زیر کیسه تیرا نقد می برون می باید آوردن
 چنین کار آید از دزدی سبک رستی که طر آراست
 در دکان هر مردی منادی کرد شب گردی
 که شب غافل مشو خواجه عس باد ز دهم یار است
 چو سلطان یار دزدان شد بشارت ده تو دزدان را
 نه دست و پائی می برندنی زندان و نی دار است
 بشارت داد آن سلطان متر سیدای تهی دستان
 که گنج رحمت رحمان نشاء هر گنهگار است
 شب اندر خود که چون سلطان بجاسوس می گردد
 کسی واقف شود زین سر که او شب گرد عیار است

بخش چون شوی حاضر گنا هانت بود خطا هر
 ترسی زان تو ای عاصی خداوند تو ستار است
 چرانی بنده نمکین چو از لطف و کرم آخر
 ترا با عیب های تو خدای تو خسریدار است
 خدای گوید ای بنده من آن سلطان بالطفم
 که بر درگاه من هر که که می آئی ترایار است
 برخ گرز زد شد عاشق نه یرقان باشد و فی وق
 طیب عاشقان داند که اند بهر چه بیمار است
 شراب عشق چندان خور که سراز پائی نشناسی
 که سرستان حضرت راز هشیاری بسی عمار است
 شتر چون مست می گردد و هانش از علف بندد
 اگر مست خدای تو چرا حرص تو باخار است
 اگر مستی تو پاکو بان همی بری بیابان را
 اگر هشیار می ترسی که راه کعبه پر خار است

ترا یک حج بود سالی ولی در کوی یار ما
 گذارد و هر زمان جمعی کسی کو عاشق زار است
 طواف کعبه کن حاجی مرا بگذارد در کوشش
 که حج اکبر عاشق طواف کوئی دلدار است
 شهیدان را نمی شنوید شهید وون مشو محبی
 که اندر مذہب رندان کسی کو مرد مراد است

هر چه از سنگین دلان بر جان ما آید خوش است
 گر وفا آید خوش و گر هم جفا آید خوش است
 بشنوم تا چسبد بوی گل ز باد صبح دم
 بوی او گر بهره باد صبا آید خوش است
 را ضمیم از هر چه پیش آید بدر در عشق تو
 گر همه بر جان من درد و بلا آید خوش است
 روزا بر این چنین داری چو سر در کاسه
 گر بجای قطره با سنگ از هوا آید خوش است
 عشق زیبا می نماید محبتی هر کس را که هست
 بوی گل گر زان که از باد صبا آید خوش است

آن که آتش افکند در خلق جانان من است
 وان که می سوزد از ان روش همین جان من است
 تا شدم دیوانه پیغم قصرت و برانه است
 کاسمان فیروزه از شاخ ایوان من است
 عشق ورزیدم نهان ای وای بر من کین زمان
 نقل هر مجلس حدیث عشق نهان من است
 گر فلک خواهد که سازد خانه مردم خراب
 گو مکش ز حمت که کاری چشم گریان من است
 آنچه دردم بگذرد باشد شب و وصل حبیب
 و آنچه پایانی ندارد روز و هجران من است
 مرد محبی و سیه پوشید بهر ماتمش
 هر کجا ورقه بود اوراق دیوان من است

یارب آن ساعت که خلق از ما نبیارد و هیچ یار
 رحمت خود کن قرین ما الی یوم التشاء
 نامه نیکان شده پرتاعت آیا چون کنم
 نامه های ما بدان چیزی ندارد جز سواد
 این چنین کالائی پیر عیبی که گرد و در ماست
 گرنه بودش روز بازارش بنامت جز کساد
 عید شد عیدی بر حمت ده خدا و ندا بما
 ورتوندهی از که جوید بندگان نامراد
 و ممکن یارب تو ما را چون بیازار است
 عیب های ما همه دیدی و کردی بامراد
 شب رسن در گردن اندازم بگریم زار زار
 از غم عمری عزیز خود که بردادم بیاد
 این و آن از بس که بے اوزندگانی می کنم
 وقت مردن جان نمی دانیم چون خواهیم داد

آه زان ساعت که عزرا بیل قصد جان کند
 جان شیرین را بایدداد و لب نتوان کشاد
 تا دم آخر چه خواهد کرد با ما آه آه
 ای خوشا وقتی که کنز مادرش هرگز نراند
 نامه می خواندند و می گفتند کراما کاتبین
 در جمیع عمر این بنده نیامد حرف یاد
 پیش تا بوقت منادے کن بگو این بنده ایست
 کو گنه بسیار کرده برخدا کرد اعتماد
 یا رب آن کس را بیا مرزی که بعد از مرگ ما
 روح ما را او به تکبیر کند گاه یاد
 گریختنم بگذری یا بگذرم بر خاطر
 این دعا می کن که یا رب گور او پر نور باد
 رحم خواهد کرد بر من خواهد آمرزیدم
 روی زرد خود چو بر خاک می خورم بنهاد

مچی گرچہ بس بدی کردہ نیکو
لیک می دار و بجان در حق نیکان اعتماد

تا ابد یارب از تو من لطفها دارم امید
 از تو گرامید برم از کجا دارم امید
 زستم عمر بے چون دشمنان دشمن بگیر
 بیوفائی کرده ام از تو وفا دارم امید
 هم فقیرم هم غریبم بیکس و بیمار و زار
 یک قدح زان شربت دار الشفا دارم امید
 تا امیدم از خود و وز جمله خلق جهان
 از همه نومیدم اما از تومی دارم امید
 غنهای کار تو دایم که آمرزیدن است
 زان که من از رحمت بی منتها دارم امید
 هر کس امید دارد از خدا و جز خدا
 لبیک عمری شد که از تو من نرا دارم امید
 هم تو دیدی من چها کردم تو پوشیدی ز لطف
 هم توی دانی که از تو من چها دارم امید

ذره ذره چون خدا گرداندم خاک بخد
 بهر هر ذره ز تو فضل خدا دارم امید
 هم بدم بد گفته ام بد مانده ام بد کرده ام
 با وجود این خطاها من عطا دارم امید
 روشنی چشم من از گریه کم شد ای حبیب
 این زمان از خاک کویت تو بتا دارم امید
 محبتی می گوید که خون من حبیب من بر بخت
 بعد ازین کشتن از من لطفها دارم امید

از سرتاپا تن من گر همه اندوه و غم باشد
 هنوز از این چنین دردی که دارم از تو باشد
 چگونه سر بسازی بر فلک کز غایت عزت
 بهر جایا نهی سر با نرا از یرفدم باشد
 غنیمت دان حضور در دو غم ای دل که دو دل را
 وفای نیست چندانی و صحبت مغتنم باشد
 خوش است از خوب رویان که جفا گاهی وفا لیکن
 ز من مهر و وفا از تو همه جور و جفا باشد
 دم آب از سفال سگ بکوی یار نوشیدن
 مرا خوشتر بود زان باده کان در جامم جم باشد
 خلاصی گمزه هستی بایدت عاشق شوای محبی
 که اول گام در عشق پر یرویان عدم باشد

تعالی اللہ چه حسنت این که چون برقع براندازد
 اگر باشد دل از آهین که هم چون موم بگذارد
 همه خوبان بحسن خویش می نازند و ماه من
 چنان باشد که حسن او بروی خوب می نازد
 بود رسم پریر و بیان که باد یوانگان نازند
 شدم دیوانه آن تند خوبان من نمی نازد
 مکن اے مدعی عظیم اگر نالم جدا از یار
 که من در بحر می سازم ولیکن دل نمی سازد
 کجا پروا کند محبتی که در عالم بود عارے
 چنان مشغول یار است او که با خود هم پروازد

کتے کو یار خود دار چرا بر دیگری بیند
 خرامش باد عشق آن کس که هم بر دیگری بیند
 ازین آتش که من دارم ز شوق او عجب نبود
 که آن مهر چون بالین آیدم خاکستری بیند
 همه عالم ز تاب مهر سوزنده شده عمری
 که مهر از رشک تو سوزد که از خود بهتری بیند
 اگر عاشق ز دل نالد ز گریه بیت پر وایش
 اگر بر جای هر سو بر تن خود نشتری بیند
 نکر و آن نامسلمان هیچ که رمی و می دادم
 که بر تن سوزدش دل گرسوی من کافی بیند
 خوش آن ساعت که در کوئی تنان محبی رود سر خوش
 بدستے شیشه در دستے پُر از می ساغری بیند

من نمی گویم که جور روزگارم می کشد

طعنه بدخواه زبے رحمی یارم می کشد

دوران و بے طاقتی باشد که روزی چیدبار

محنت دوری و دواغ انتظارم می کشد

من نهانی عشق می ورزم باو آن تندخو

از برای عبرتی خلق آشکارم می کشد

گر روم در کوچ باز یحیی طفلان شوم

ور نشینم گوشه فکر تو زارم می کشد

شب گذارم در خیالت روزگارم چون شود

روز فکرم ناله شب های تارم می کشد

شوق دیدار می کشد زین پیش کنون

آرزوی بوسه امید کنارم می کشد

می کشد زحمت طبعی غافل است از این که او

هم چو محبتی سوزش جان فگارم می کشد

روزی جز زخم تیرش در سرامی تن مباد
 غیروا غمشش تا بام آن روزن مباد
 عاشق روی بتان یارب مباد اینچ کس
 در کسی عاشق شود یارب این بتان من مباد
 کرده از تیغ جفا هر لحظه چاک در دلم
 آن که از خارشش هرگز چاک در دامن مباد
 جنت عاشق چو باشد بعد مردن کوی یار
 مرغ جانم را جز آن دیوار و در مسکن مباد
 مهر و مهره را روشنی از پر نور خسارتست
 بی رخت هرگز چراغ مهر و مهره روشن مباد
 آرزو دارم که و عشقت تن بیام من
 خالی از افغان و زاری فارغ از شیون مباد
 تاج شاهی چون شود با خاک یکسان عاقبت
 افسر محبتی بجز خاکستر گلخن مباد

شاخ گل از ناز کی یار یاد می دهد
 برگ گل زان گل رخ خساره یاد می دهد
 چون روم در کوه تا از یاد او فارغ شوم
 می خردم کبک زان رفتار یاد می دهد
 هر کجا بینم گله با خار می سوزم که آن
 همدی یار با اغیار یاد می دهد
 داستان تیشه فرهاد و کوه بے ستون
 خار خار سینه افکار یاد می دهد
 چون روم در گلستان کز خویش آسایم می
 بانگ بابل ناله های زار یاد می دهد
 رسته بودم از جفایش ده که جور روزگار
 باز خونریزی آن خونخواه یاد می دهد
 جان شیرین سوزدم چون شعر محبتی بشنوم
 زان که شیرینی آن گفتار یاد می دهد

نمی دانم که اوتنا کی پی آزار خواهد شد
 نگوید این ولی آخر از و بیزار خواهد شد
 بدین خو چند روزی گمر بماند از جفای او
 تنم بیمار خواهد گشت و جان افکار خواهد شد
 بخواب مرگ شد بخت من و گویند یار انم
 که تو فریاد و افغان کن که او بیدار خواهد شد
 مکن بهر خدا عزم گلستان با چنین روی
 که دانم باغبان شرمند از گلزار خواهد شد
 میفشان دست چندی در سماع ای سرتناز من
 که هوش از جان من از دست دست افکار خواهد شد
 چگویم شرح جور یار و درد خویش با مردم
 که بی تسکین مرا گویند با تو یار خواهد شد
 زانده دل و چاک جگر تا کی بر دمی
 که این عشق است این با هر زمان بسیار خواهد شد

مرا کشتی و گونی خاک این بر باد باید کرد
 چرا بر درد مندی این همه بیداد باید کرد
 همه کس از تو دل شادند غیر از من که غمگینم
 نمی گونی دل این هم ز مانی شاد باید کرد
 شدم پیر از غم تو گر جوانی بر دهم گر جان
 نه آخر بنده پیری پس آزاد باید کرد
 حکایت های حسن او بغیر از من نباید گفت
 حدیث شیوه شیرین بر فرهاد باید کرد
 چه عمر است این که در شب با بود هر کس بخوابد
 مرا تا روز از دست غمت فریاد باید کرد
 بنای زندگی حیف است کاخر می شود ویران
 چنین کار نکو بهر چه بے بنیاد باید کرد
 مزن محبتی بے لاف از سخن چندان که جای هست
 تو شاگردی هنوزت خدمت استاد باید کرد

دل نا شاد من شاید که روزی شادمان گردد
 ولی مشکل که آن نامهر هرگز مهربان گردد
 مرا گو شادی در دل رسد ناگه بدان ماند
 که در شهری غریبی آمد و بی خانمان گردد
 چنین کامروز زان بد خو بلا انگیزی بینم
 عجب نبود که روزی فتنه آخر زمان گردد
 گر این بار دل من آسمان خواهد که بردارد
 نخبند هیچ که از جایی چون من ناتوان گردد
 بر آن بودم که دل را مرهمی بهبود خواهد شد
 چه دانستم که جانم را بلای ناگهان گردد
 اگر جایی جدا از لعل می گون تو می نوشم
 هما نجان خون شود در چشم خونریزم روان گردد
 غم محیی بخورند از پیش کز سودای زلف تو
 بر آرد سرشیدانی و رسوایی جهان گردد

نویدم میرسد هر دم که اینک یار می آید
 روم از جا اگر دانم که او دشواری آید
 خدایا یک نفس بلبل ره کن ماجر با من
 که سرو گلغند از من سوی گلزار می آید
 سرم کردی جدا از تن ولیکن هم چنان باشد
 فغان از سینه اشک از دیده خونبار می آید
 برو غریب از خواری مده آن آرزو با من
 که چون آن یار می آید از نیم عاری می آید
 شوم بے طاقت ارگایی نیم سر بر سر زانو
 بگو شمع بس که فریاد دل افکاری می آید
 هنوز اندک بود گر چاک سازم سینه خود را
 چنین که عشق آن بدخواه غم بسیار می آید
 مسلمانان دل و دین را نگهدارید چون میخواست
 که می گویند باز آن دلبر عیار می آید

وقت مستے بلبلان آمد
 گوئیبا گل بہ بوستان آمد
 بلبل آنجا خموش و حاضر باش
 بشنوائیں سرکہ درمیان آمد
 مجلس عاشقان مست خدا
 سرخوش این جانمی توان آمد
 عاشق و رنگ و بوی اسی بلبل
 پائی گل جائی نوازان آمد
 ماکہ سرمست صبغتہ اللہ اکیم
 جائے ما باغ لا مکان آمد
 چشم تو بر گل جہان و مرا
 دیدہ بر خالق جہان آمد
 روکہ بازارے و بہ آزاری
 جائی بازار بیان دکان آمد

باش تا من بنالم ای بلبیل
 کاین همه خلق در فغان آمد
 دم مزن پیش ماکه ناله رست
 ناله کن سر زبان آمد
 ناله ماشنو که پر در دست
 گویسوز از میان بمان آمد
 عاشقان در جهان نمی گنجند
 این قفس چون ترا مکان آمد
 عشق تو با گل ست روزی چند
 عشق ما عشق جاودان آمد
 خاتمان آب و گل بخود زاری
 این روش راه نازکان آمد
 محبی آتار قدرت حق دید
 چون بهار آمد و خزان آمد

اے قصر رسالت از تو معمور
 منشور لطافت از تو مشہور
 خدام ترا غلام گشتہ
 کینہ و وکیبہ و غفور
 در جملہ کائنات گویند
 صلوات تو تا دمیدن صور
 معراج تو تا بقاب قوسین
 جبّاریل برہ بماند از دور
 ہم حلقہ بگوش تست عثمان
 ہم بندہ کمتسین تو خود
 بنوشتہ خدائی پیش از آدم
 از بہر رسالت تو منشور
 از ہیبت غیرت تو موسیٰ
 دیدار خدا ندید بر طور

روشن ز وجود تست کو بین

اے ظاہر و باطن ہمہ نور

اے سید انبیائی مرسل

وے سرورِ اولیائی مستور

گل از عرقِ تو یافتہ بوی

شد شہد در اندرون زبور

ہر کس بجہاں گناہگارست

گشتہ بشفاعتِ تو مغفور

محبی نہ غلامی تو ز دوان

از راہ کرم بدار معذور

گر نخواهد بود اندر صدر جنت وصل یار
 قمر و وزخ عاشقان خواهند کردن اختیار
 حور عین هر چند می دارد و جمال با کمال
 تو برابر با تجلی جمال حق مدار
 عابدان نظاره نتوان کرد یک حور بهشت
 گر بدارد عاشقان مست را در انتظار
 جام مالا مال در ده اینخدا خمر ظهور
 اندر و نی لغو باشدنی صلح و نی خمار
 گر بفتد در جهنم یک تجلی جمال
 بشکفتد گلهای رنگارنگ در وی صد هزار
 روی زرد عاشقان رنگین کند در روز حشر
 تخت زرین بهشت و خانه های زرینگار
 سایه طوبی و جنت حوض کوثر را کجا است
 از علا و تنها که باشد در وصال کردگار

اندر ان خلوت که آنجا ره نیاید جبرئیل
 می رود از فارس سلمان و بلال از تنگبار
 تن نعمت های جنت می شود پرورده یک
 جان بیاید پرورش از دیدن پروردگار
 گریه انگیزی نه خاک گور و بهمانی جمال
 خلق مسکین را نه گریه دیدها گریه غبار
 وعده دیدار گرد و فخر و ذرخ می کنی
 می کشد در چشم آتش را خلائق سرمه وار
 محیی گردیدار رحمت بایست از عز و جل
 و امن مردان بگیر و صبر کن تا روز بار

دوست می گوید که ای عاشق اگر داری صبور
 از فراق مامنال و صبر کن تا نفع صور
 اندر آن مجلس که بیند خلق و یدای خدا
 از جگرهای کباب عاشقان باشد بخور
 آن که از خواب خوشت بیدار می سازد منم
 چون بگویی تو گناهانم بیا مرزای عفو
 گورگوار است و تو طفلی و دایه لطف دوست
 خوش بخوابانید و خوابت داد تا یوم النشور
 نور ایمان در دل و دل بارگاه نور حق
 خوش چراغی گر دهد در پیش نور النور نور
 ای گناهکاران شمارا بشک آمرزد خدا
 به بود از پوستین کیش سنجاب و سمور
 دارد از نور آگهی چهره نو آگهی
 زردی روی تو باشد سرخی رخسار حور

حور عین خال سیه ز دبر رخ اندر نگ بلال
 از حبش بنگر چه خوش مشاطه کرده ظهور
 در تجلّی این ندا آمد که خواهد دید نم
 هر که بر من خاطر خود کرد شب روزی حضور
 چون برون آئی ز دنیا پیشوایم ترا
 گویم ای محبتی خوش چون کوفتی این راه دور

عشق و بدنامی و درد و غم بماند یار غار

تا محمد وار باشد عاشقان را چار یار

آرزوی یار داری یار می گوید بیا

تا کنم دل داری تو در دل شب های تار

نرم تر یک نیم شب گواهی خدا در من نگر

پس شب بار و زبانی نظر را شصت و سی صدی شمار

یار گفت هر جا که باشی با تو ام یادت کنم

از چنین یاری فراموش کرده تو یار و دار

روح تو مرغیست که نزد خدا آمد بتن

بے خدامی خدائی را کجا باشد قرار

ساقیان می که لفتی می دهم در آخرت

کم نخواهد شد که در دنیا کنی جانے نثار

کار و انهدا در بیا با نسا هلاک انداز عطش

ابر رحمت را ببار و قطره چندین ببار

باز دارد شیشه های می صراحی های شاه
 اشتری مستی که فی افسار دارد فی مہار
 شاه می گوی تو ما را حاضر قنديل باش
 عاشق و مجنون و مستم آه دست از من مدار
 خاک آدم را غذا تخمیری کرده هنوز
 کو قنادہ بر سر مستان حضرت این خمار
 بر سر هر موی مشتاقان زبان دیگر است
 کنز خدا دیدار می جویند هر لیل و نہار
 گر تماشای جمال حق تعالی بایست
 در میان عاشقان انداز خود را روز بار
 در دل شبها بگیریم گویم آن دلدار را
 یادلی ده یادلی کنز بیدلان بروے بیار
 گر رسم روزے بد و نرخ قصہ خود گویمیش
 تا بگرید بر من بیچارہ آتش زار زار

تا قیامت محیی خواهد خواند این ابیات را
خلق و عالم هم بیای می روند هم پایدار

طبل قیامت بکوفت آن ملک نفتح صور
 کاتب منشور ماست، الک یوم النشور
 سر ز لحد برزدیم خیمه به محشر زردیم
 بے خدا اندر لحد چند بهاشتم صبور
 از سر شوق و نشاط پائی نهم بر صراط
 تا زدم گرم ما گرم شود آن نشور
 ای که ندادمی تو مال در طلب آن جمال
 مابو بگذاشتیم دیدن دیدار حور
 مست خدائیم ما کے بخود آئیم مس
 ساقی ما چون خداست باده شراب طهور
 نور میا در نظر زان که تجلی حق
 بانو کند انچه کرد با حجب کوه طور
 وقت تجلی از و دیده بینا مجوی
 اوچو نماید جمال چشم ترا دست نور

ہر کہ نزدیکِ اوست دولتِ جاوید یافت
 رویِ سعادت ندید آن کہ از و ماند دور
 مژدہ وصل خدا گر بہ لحد بشنویم
 زندہ شود جان و تن بیشتر از نفعِ صور
 چو آراکنند رو بسو ماکنند
 چشم نگہدار از ان دوست بود بس غبور
 مستِ تو قصر بہشت کردہ بزیر و زبر
 ورنہ کند زان کہ نیست ہستی او بقصور
 گرچہ تو قصر بہشت کردہ غبر سرشت
 از جگر سوختہ مے بر م آبخا بخور
 می کندم بہر دوست ہر نفسی مائی
 محیی ماتم زدہ کی کند اے دوست شور

ای ذکر ترا در دل هر دم اثری دیگر
 وی از تو به ملک جان دارم خبری دیگر
 از تیر ملامت ها داریم دل مجروح
 جز لطف تو ما را نیست والله سری دیگر
 سلطان جمال تو تا جلوه دهد خود را
 بر ساخته از بر دل آینه گری دیگر
 در معرکه محشر آه نه نرند عاشق
 هر دم اگرش سوختی تو باید مقری دیگر
 زن می که ببادادی در روز است ^{سیت} اے دوست
 لطف کن و ما را ده جام و قد می دیگر
 در خدمت حق گرتو مردانه کمر بند
 بخشد تو هر لحظه تاج و کسری دیگر
 در خانه بی روزن یعنی لحد تاریک
 بر جان تو خواهد تافت شمس و قمری دیگر

یارب توبه شتی خاک از بس که نظرداری
 پیدا شده هر لحظه صاحب نظری دیگر
 عیش تن و جان دل از ره گزری عشق است
 عشرت نتوان کردن از ره گزری دیگر
 برد وخت دل و دیده از دیدن غیر حق
 نبود دل مجنون را چندان هنری دیگر
 هر کس که در حق زور و از همه در بافت
 زان در نتوان رفتن هرگز بدری دیگر
 در آینه دل دید محبتی رخ یار و گفت
 ای ذکر ترا در دل هر دم اثری دیگر

ای که می نالی ز دوران جور یار من نگر
 اضطراب از من نگو صبر و قرار من نگر
 جانب گلشن مردکان بید و روزی بیش نیست
 پر ز اشک لاله گون وایم کنار من نگر
 ای که می گویی ندادم دل بخوبان هیچ که
 سوئے میدان آئے و ترک شهسوار من نگر
 سینۀ ام پر داغ و چهره گل گل از خوبان اشک
 یکن زمان سوئے من آباغ و بهار من نگر
 باشدت رجمی فتد و در دل بیائے سوئی من
 حال زار من بین شخص نزار من نگر
 گر تو دارے میل خوبان دیوۀ غیرت کشائی
 سینۀ پر سوز و چشم اشکبار من نگر
 شکم کن محبتی که در راه تو خاری بیش نیست
 هر طرف صد کوه غم در رکندار من نگر

هر که در پیش تو بر خاک بمالد رخسار
 ملک کونین مسخر بودش بسل و نهار
 و گران گر بقدم بر سر کوی تو روند
 من بسر بر سر کوی تو روم مجنون وار
 سلطنت غیر تو کس را نسزد زانکه بلطف
 هیچ دیار نماند ز تو در هیچ دیار
 هر که شد عاشق دیدار تو او نشناسد
 دوزخ از جنت شادوی ز غم و می زخمار
 هر که در کوی خرابات رود می نوشد
 بایدش گفت مثل درد سرو رنج خار
 دیده بکشائی که محبوب کریم افتادست
 می نماید بتو هر دم ز کمین او دیدار
 عاشق آنست که سوزند دهنش بر باد
 بس که خاکستر او جوش کند دریا بار

شمه کوی تو از لطف خدا بر در دیر
 تا که کافر به کشاید زمیانش ز نار
 گوش تو کر شد ای خواجه و گرنه بخدائے
 می کند بت بخدائی خداوند فرار
 جوش می زد و می گفت که چون مست شوم
 پیچ هم صحبت خود را نگذارم هشیار
 عشق حق می رود اندر دل هر عاشق زار
 باده اندر رگ و پی بیش ندارد و رفتار
 در همه مذمب ملت می عشق است حلال
 زان که بے او نتوان دید خدا را و بیدار
 همدم ما مشوای میجی که در آخر کار
 بی گنه کشتن و آویختن است بر سر دار

شب ہمہ شب با تو می گوئیم راز
 تو بغفلت پائی ہا کرده دراز
 اے زما کردہ فراموش گوئیا
 سوئی ماہر گزنجواہی گشت باز
 خیز و ترک خواب کن تا نیم شب
 ماؤ تو با یک دگر گوئیم راز
 بے نیازم از تو و ز طاعات تو
 با نماز و روزہ تو چندین مناز
 تو نیاز آور بر اے من کہ نسبت
 طاعتِ شایستہ تو جز نیاز
 محبی گر کاری نکر دم غم مخور
 من ترا ہم کارم و ہم کارسانہ

نو میدمشو بنده از رحمت ماهر گز
 نه برا که بغیر از ماکس نیست ترا هرگز
 خواهی که ازین عالم تو پاک شوی از جرم
 ورنه بتو نفرستم ای بنده بلا هرگز
 چون سوخته ام روز از درد فراق ما
 در سوختنت فرو اندهم رضا هرگز
 من یا تو ام ای عاشق تو نیز بمانی باش
 هرگز چون شاید دوست از دوست جدا هرگز
 هر چند که روان ما بر تافتی و رفتی
 روان تو نمی تابد خود رحمت ماهر گز
 اندر د فراق مایک شب چو بروز آری
 دیدار نبوشا نم در روز لقا هرگز
 گر بر دل خود مار از و زی گذرانی تو
 در دونه خ پر آتش ناریم ترا هرگز

اے بندہ گناہی تو خود دیدی تو دانی
 بروت نیارم ہم در روز جزا ہرگز
 اے جمع تہی دستان حقا کہ نخواہم بست
 من این در رحمت را بروی شما ہرگز
 از بیم جدا بودن از دولت جاویدان
 مجھے نبود یکدم بے یاد خدا ہرگز

تولدت عمل را از کارزار مای پس
 آئین سلطنت را از حال زار مای پس
 آن لذتے کہ باشد از اشتہار صادق
 شام بشارت وصل از روزگار مای پس
 مجنون عشق مارا از باغ و راغ گم گوی
 از وی تو سوز بوی بوی بہار مای پس
 من خانمان ہر کس کردم خراب اورا
 من بعد اگر بخواہی اندر دیار مای پس
 ہر شب ز لطف پرسم کا حال تو چگونہ است
 ذوق خطاب مارا از دل فگار مای پس
 بر تربت خراب عشاق ما گذر کن
 وز ذرہ ذرہ خاکش تو انتظار مای پس
 عاشق نہ چہ دانی درد فراق مارا
 رو تو این مصیبت از سو گوار مای پس

عشقِ قوی حسن جنباند مرغ جان بزد
 قوی سیر اورا از هر شکا به مای پس
 عاشق که از غم من کا هیده گشت جان داد
 این مرغزار اورا از مرغزار مای پس
 توصاف دل چه دانی تا لیدن سحر که
 آئین درد مندی از درد خار مای پس
 دل از غم دو عالم فارغ کن و پس آن که
 آئی به پیش محبے از لطف یار مای پس

در جهان امروز بے پروا مباش
 فارغ از اندیشه فردا مباش
 کشتی پیدا کن و بنشین درو
 ایمن از عرقاب این دریا مباش
 بے خبر از ناله شب ها مشو
 غافل از احوال مظلومان مباش
 در پی خود کن دعا گو یان نیک
 بد مکن با مردمان تنها مباش
 دل بسے در جنت و آخری بیند
 بے هوای جنت الماویٰ مباش
 کار درویشان و مسکینان بر آرد
 یاد کن از مرگ درد افزا مباش
 نیکوئی کن تو و نیکو نام شو
 بد مکن مشهور در ایذا مباش

داد خواہے را چو بینی داد دہ
 درد کان جاہ بی سودا مباحش
 زیر دستان را تو از پادرمیار
 غرہ این فرق فرق در مباحش
 خلق را محبتی تو ناصح گشتہ
 پیرو این نفس ناپروا مباحش

دوزخ زندان تن روی نهد سوی من
 بر سر کیوان زخم خیمه ایوان خویش
 کردمت ای بوالفضول نام ظلوم و جهول
 تا نفر و شتم یکس بنده نادان خویش
 بار امانت گران بنده تویی ناتوان
 بار ترامی کشم محی گیلان خویش

گر مرا جان در بدن نبود بدن گوهم مباحش
 چونکه یوسف نیست با من پیرین گوهم مباحش
 گر بمیرم لاشه من هم چنان دور افکند
 چاک شد چون جامه جانم کفن گوهم مباحش
 در چین گر خشک و تر سوزد بگو آنهم بسوز
 چون نباشد یار من سرو و سمن گوهم مباحش
 چون مرارانی ز کوی خود بخوان باره رقیب
 از گلستان گر رود ببل زغن گوهم مباحش
 مرگ باللّه بهتر است از زندگانی دور ازو
 گر نه بینم یار خود این زیستن گوهم مباحش
 یک عمر موبیت مبادا کم شنیدم گفته
 گر نباشد محیی افکار من گوهم مباحش

از خانمان آواره ام از دست عشق از دست عشق
 سرگشته و بیچاره ام از دست عشق از دست عشق
 ای کاشکی بودی عدم تا باز رستی از عدم
 من سوزم از سرتا قدم از دست عشق از دست عشق
 پرورده کردم خانمان سرگشته ام گرد جهان
 گشتم ضعیف و ناتوان از دست عشق از دست عشق
 هم نیم شب از گلخنی تا روز سازم مسکنی
 چون گلخنی شد این دلم از دست عشق از دست عشق
 هر روز و شب دیوانه در گوشه و پیرانه
 گویم بخود افسانه از دست عشق از دست عشق
 این سویی و آن سویی خرم سودای خامی می برم
 انگشت بدندان می گزم از دست عشق از دست عشق
 ای خواجه ما را چون شما صد فکری در کارها
 شد راست کار و بار من از دست عشق از دست عشق

با کس نگیرم الفتی از خلق دارم و حشمتی
 جویم ز هر کس نتمنتی از دست عشق از دست عشق
 محبتی خدا را خوان و بس این غم مگو با هیچ کس
 نعره مزن تو زین سپس از دست عشق از دست عشق

ای غبارِ خاکِ کویت سرمه چشمِ فلک
 ای بتو محتاج خلق هر دو عالم یک بیک
 یا رسول الله تویی کان ملاحه پیر کمال
 کنز تو باید بر دو خوبان دو عالم را نمک
 هر که او امروز مال روی بر خاک درت
 آن مبارک روی فردا کی در آید در فلک
 شام سبحان الذی اسری بعبده شد سوار
 بر برقِ راهواری برق هم چو تیز و تنک
 در مقام قاف قوسینت خدا کرده سلام
 تو رسانیدی سلام حق به امت یک بیک
 از خدایت رحمت باد از شفاعت روز حشر
 در نجات عاصیان امت تو نیست شک
 تا ملک بشنوده است صلوة تو از امتنت
 عذر خواهی از گناه امت تو شد ملک

گر نبودی رکتی تو می بود در کتیم عدم
 هم ولی و هم نبی و هم سموات و همک
 مرغ جانهارا بود پراز صلوة لطف تو
 این چنین بی شهبیری نتوان پریدن بر فلک
 نامهای عاصیان امت خود را به پیش
 پس بفرماتا گناهان را کنند از نامه حک
 محیی صلوات آن شفیع آن نبی بسیار گو
 ندان که داری تو بدی بسیار و نیکو نیک

مونسیم یارست اندر تنگنای گوز تنگ
 عاشقان درد و جهان مارا بس است این نام و تنگ
 آتش و دوزخ بسوزد از حرارت های عشق
 عاشق سوزان کند درد و دوزخ از یک دم در تنگ
 آن چه نورش بود آیا کو بکوه طور تافت
 رفت از و موسی ز بهوش و پاره پاره گشت سنگ
 پیچ دانستی که با یونس درین دریا چه کرد
 کور فبق و مونس او بود در بطن نهنگ
 حسن یوسف از کجا بود است کو دل می برد
 از مسلمانان شهر مصر و کفار فرنگ
 هست باغ او درخت میوه در و صد هزار
 یکطرف آن میوه ها را چیده اندر تنگ تنگ
 گر جمال حق تعالی آرزو دارد کسی
 گو برد آینه دل را بزن صیقل ز تنگ

مشتری از لطف تو بسیار و از قهر تو کم
 زان که هر مردی نیاید پیش صف در روز جنگ
 چیز دیگر هست با هر ذره در کائنات
 آن مبرک کیست بنگر اندر آن کس زن تو چنگ
 من زبان حال دارم او زبان قال را
 از دل مجروح می بشنو تونی از نای و چنگ
 خورده ام می چشم مخورم به بین و سر برآر
 کو خمار بادیه دار و باشد او مخمور تنگ
 ریخت ساقی بادیه در جام و بان جان مجی
 کم نشد هستی آن می از دل او پیچ رنگ

نامه دارم سیه ترا از شب تا یک رنگ
 با وجود از تو نیم تو مید یارب هیچ رنگ
 از سیه روی محشر یادم آمد نیم شب
 روی زرد و خویش را کردم باشک سرخ رنگ
 یک نظر سوی من قلبی پدید کار من
 تا نماند در دل ز نگار خورده هیچ رنگ
 یارب این بار امانت بس گرانست چون کنم
 مرکبم از حد برون بے طاقت و زارست و رنگ
 ای مسلمانان بدین کردار گم پدید
 بت پرستان از مسلمانان همی دارند رنگ
 چون نه نیم هیچ که ندیر خود در کائنات
 روی خودی مالم اندر پائے ترسا و فرنگ
 گر خدا گوید چه آوردی برای ما ز خاک
 روی گرد آلود خود بنمایم اندر گوزنگ

صلح کن یارب بمن آن دم که در خاکم نهند
 باکدای عاجزی سلطان کجا کرد است جنگ
 رحمت باغی ست پر نعمت منم طواف او
 از چنان باغی تھی بیرون نخواهم برد جنگ
 کوری آنها که نو میبدم کنند از رحمت
 بر من بیچاره رحمت کن خدایا بید رنگ
 ای خدا از لطف خود کن نویسداری مرا
 زان که نیکان مریدان را می زند تیر خدنگ
 محیی چون در موسفیدی دید گف تا ه و در یغ
 نامه دارم سیه ترا از شب تاریک رنگ

تیرا و پیوسته می خواهم که آید سویی دل
 لبیک می ترسم شود پیوسته در پهلوی دل
 دل ز من گم گشت اکنون روزگاری شد که غم
 گرد کوبیش در بد رگم و در بخت جوی دل
 گل رخان را باید از غنچه وفا آموختن
 گویه بلبل نادیم آخر نماید روی دل
 گرسنگ کوبیش کند دیوانگی نبود عجب
 چون دل من هم دیش بود و گرفته خوی دل
 آتش از غیرت زخم خلوت سرای سینه را
 گر بود آن جا بجز درد تو هم زانوی دل
 ای پری رویان دل محبت بدست آرید باز
 ورنه تا محشر نخواهد کرد گفت و گوی دل

کی بود آیا که بنمای جمالی با کمال
 زنده گردند ماهیان مرده از آب زلال
 در قیامت حشر را حاجت به نفخ صور نیست
 بگذرد بر گور خلقی مرثیه بودی وصال
 در جهنم خوش توان بودن اگر یک بار تو
 در همه عمر آئی پر سی و گوی چیت حال
 اندرین زندان تو بامانی نگشتم من ملول
 گردان زندان بهما باشتی کجا باشد لال
 خانه عاشق دلست و آن چنان پر شد دوست
 کان چه غیر دوست است در وی نمی یابد مجال
 گر سر موئی شود فردوس اعلیٰ رشک او
 گنجد اندر خانه عاشق بود امری مجال
 خون خلق ریخت بی کین هیچ دانی کیست آن
 در تو نام او نگویی بگذارش در خیال

کشتگان نعره زنایند هیچ دانی کیست آن
 برکشنده هیچ نه و کشته را باشد و بال
 از سر دنیا برای دوست بگذشتی چه سود
 سهل باشد در گذشتن از شریک پیر زال
 سایه طوبی و حوض کوثر و باغ بهشت
 خوش مقامی باشد اما با جمال ذوالجلال
 کی شود بی جذب مقناطیس و صلش متصل
 ذره ذره خاک آدم بعد چندین ماه و سال
 عشق و مستی و جنون در طالع مایده اند
 چون ز مادر زاده گشتیم و پدر بکشا و فال
 اول و آخر تویی و ظاہر و باطن تویی
 کیست دیگر غیر تو و چیست چندین قبل و قال
 تو ز ما و ما ز بوی تو چنین گشتیم مست
 ورنه مستی چنین بے می ندارد احتمال

بومی یار آمد بما آری بیاید بومی دوست
 در مشام آن که دارد او بآن یار اتصال
 بعد چندین قرن گویند رحمت الله علیه
 چون بخوانند خلق شعر محبتی صاحب کمال

غلام حلقه بگوش رسول ساداتم
 زبے نجات نمودن حبیب و آیاتم
 کفایت ست ز روح رسول اولادش
 همیشه در دو جہاں جملہ مہمتام
 ز غیر آل عبا حاجتے اگر طلبم
 رواندار یکے از ہزار حاجاتم
 دلم ز حب محمد پرست و آل مجید
 گواہ حال من ست این ہمہ حکایاتم
 چو ذرہ ذرہ شود این تنم بخاک لحد
 تو بشنوی صلوات از جمیع ذراتم
 کمینہ خادم خدام خاندان تو ام
 ز خادمی تو دایم بود مبایاتم
 سلام گویم و صلوات با تو ہر نفسے
 قبول کن بکرم این سلام و صلواتم

گناه بے حد من بین تو یا رسول اللہ
 شفا عتے بکن و محو کن خیالاتم
 نہ ہر کہ بدتر از و نیست من از و ترم
 ندانم این کہ بنو چون شود ملاقاتم
 ز نیک و بد ہمہ داند کہ من محمدیم
 خلائی کہ کند گوش بر مقالاتم
 بگوئی محیی کہ بہر نجات می گویند
 درود سرور کوین در مناجاتم

اشک سرخ و روئے زرد من گواه است ای کریم
 بر کمال عشق دیدار تو باللہ العظیم
 بی لقائی تو بودار تو کی خرم شود
 در هوای غرفهای قصر جنات النعیم
 آتش عشق ترا ای دوست نتواند نشاند
 تا ابد در دل اگر شعله زند نار حجیم
 گر بیند از می تو بر دوزخ تجلی جمال
 نیک و بد دارند منت تا ابد باشد مقیم
 گر بوی وصل تو باشد قرین وصل تو
 بعد چندین قرن چون زنده شود عظیم ربیم
 با تو عهد بسته ام ای دوست در روز ازل
 تا ابد خواهم بودن بر همان عهد قدیم
 چار جوی آب و شهد و شیر می شد در بهشت
 شربت بیمار دیدار تو نبود ای حکیم

آب حوض کوثر اندر سایه طوبی اعطش
 کی نشاندی گر نبودی از سر کویت نسیم
 بر صراطی گر پیل دوزخ بود چون نگزد
 بے سرو پای که رفت بر صراط مستقیم
 دوست اندر گوش عاشق راز گوید روز و شب
 نیست اندر خور و گوش هر کس این در نسیم
 در برون پرده باشد این همه خوف و رجا
 در درون پرده رو کا نجا امید است و نه بیم
 این گدایان بر در او شییی لایق زنده
 تا شمار بخشد آنچه دارد آن شاه کریم
 دولت دیدار حق محیی چو یابی در بهشت
 نبود آن در طالع تو باشد از لطف غمیم

چون تمامی عمر نیکی کرد با تو آن کریم
 از بدی خود چنانترسی نو آخر ای نسیم
 تو نیکی با تو هرگز کس نخواهد کرد فخر
 زان که او خود کرد نهی فخر کردن بر نسیم
 هر چه می خواهی توان روی می دهد بیشک ترا
 دست خالی کی رود ساس ز درگاه کریم
 حق تعالی قادر است کو همچو موی از خمیر
 خلق عاصی را بر آرد سالم از ناله حیم
 لطف او بے شک برابر می بود بانیک و بد
 راست می ماند بدان سبی که سازندش دو نیم
 آن که رحمان و رحیم است دوست می دارد ترا
 پس چه باک از دشمن دیگر ز شیطان الرحیم
 او بسوئے تحت می خواباندت در گور تنگ
 می وزاند مر ترا از روضه رضوان نسیم

در بهشت خلد زین خشت دادت در بهما

پس خریدار تو چیزی قلب ما هم نفس و بیم
چون زبان قال کرد در سوال گور لال

واردت ثابت قدم فی الحال بر عهد قدیم

دوستیها کرد با تو از ازل تا این زمان

در مقام دوستی او نمی باشی مقیم

نعمت بسیار خواهد داد در عمر ابد

تا به نعمتها کند محبت به جنات النعیم

بے نماشائی جمالت روضه را هامون کنم
 حور عین را از درون قصر با بیرون کنم
 حور زیبا روی را خواهم دادن سه طلاق
 گرنه رود در نور روی حضرت بے چون کنم
 روضه را جلوه مده رضوان که باللہ العظیم
 مابیک آهش بسوزیم و نرا مجنون کنم
 آب و دار و مے بهشتی کو ثرو طوبی بود
 مابیک دم کار و بار بهر دورا بیکسو کنم
 گرنه در فردوس باشد دیدن دیدار دوست
 زاویه درها و به گیریم و دیده خون کنم
 ایها العاشق اگر معشوق بردار و تقاب
 دیده مادر خو را و نیست آیا چون کنم
 محبے با مادر خود را بنی ریاضت تا ترا
 چون جنید و بایزید و شبلی و ذوالنون کنم

گردلدهی بماده عاشق که ما ایمنم
 با آن که دل بماداد ماروز و شب نیم
 گرما دل تو یا بم تسلیم تو بسازم
 تاوان یکدل تو صد دل بیا فریم
 نفرین خویش می گو تا کم شود وجودت
 چون با تو بعد از ان ما گویانی آفریم
 شیطان هزار فرسنگ از گرد تو گریزد
 سی صد نظر چو هر وزان در دل تو بینم
 که صد هزار شیطان اندر کمین نشینند
 بر تو ظفر بیاید ما هم چو در کمینم
 ای بنده توبه آن که بر تو کنیم رحمت
 سو کنند خور تو هم چون مانیز بر همینم
 محیی بر بکلی زمین دوستان فانی
 پیوند خود بما کن مایه استینم

مایه جنت از برائے کار دیگری رویم
 نے تفرج کردن طوبی و کوثر می رویم
 مقصدِ ماحسن یوسف باشد اندر شهر مصر
 مانہ در مصر از برای قند و شکر می رویم
 اندران خلوت که دروے رہ نیاید حیرل
 بے سرو پا مایه پیش دوست اکثر می رویم
 می گریزند زاهدان خشک از تر دامن
 مایه خورشید خود بادامن تر می رویم
 پارسا گوید بکوی مایا شو نام نیک
 مادران کوچه خدا داناست کمتر می رویم
 باز دنیا گو قلندر خانه عشق خداست
 سوے عقبے عاشق و مست قلندر می رویم
 شیخ مایه عشق است و پایی در پی او تا ابد
 بی عصا و خرقه و کجکول و سنگر می رویم

زهره مارا مہرا از قہر ما بانیسکوئی

ما اگر نسیم و گریہ ہم بدان در می رویم

بر کفن مارا تو ای عشاق بوی خوش مسا

ما بگور از بہر آن دلبر معطر می رویم

دولت دیدار می خواہیم در جنات عدن

تا نہ آن جا از برائے زیور و زر می رویم

محتی مارا ہم چو کوہ افشردہ می بینی ولی

ما بسر چون ابر خوش بینی پا بے سر می رویم

باز کشم لشکر و تا به فلک بروم
 قلعه روحانیان گیرم و برتر پریم
 من ملک مقبلیم لیک درین منزلیم
 صفدر نس پر دلم جانب لشکر روم
 کشور دنیا و دین دارم و زیر نگین
 چند شینیم چنین جانب لشکر روم
 هر نفس از علامیر سدم این صلا
 وار هم وزین بلا بر در دلم روم
 پیر خرابات جان گر کشدم موکشان
 بنده کجائے بیابیش شه از سر روم
 قبله حاجات دل کوئی خرابات ما
 وقت مناجات دل محیی در اند روم

زان بیوفائے سنگدل جو روحفامی بایدم
 از کس نمیخواهم و فاذان بیوفامی بایدم
 من مرغ آتش خواره ام بادانه و دمام چه کار
 آخر بجائی دانه در گور جامی بایدم
 دلہائے مردم باد خوش از شادی عیش و طرب
 من خوبه محنت کرده در دلبامی بایدم
 پیرا من یوسف اگر بومی بخشند فارغم
 مژده بسوی دل ازان بند قیامی بایدم
 سینه بسی تنگ ست دل از غیری سازم تنی
 همان غم آمد مرا در جان سرامی بایدم
 بیگانه ام با مردمان و ز خویشتن بیگانه تر
 تا چند این بیگانگی دل آشنای می بایدم
 محبتی بسی لذت بود در عشق و زربدن و لے
 مجبران مرا مشکل بود صبر و رضای می بایدم

خوش آن غوغا که من خود را به پیلوی تو می دیدم
 تو سوئے خلق می دیدی و من سوئے تو می دیدم
 نمی دانم مرا می آرد مانی باشد از بد خو
 که آن حالت نمی بینم که از خوئے تو می دیدم
 اگر در باغ رضوان خویش را بینم چنان نبود
 که شب در باغ خود را بر سر کوی تو می دیدم
 فدایت این زمان جانم بیاد تو هست پیش آن
 که صد و شنام می دادی چو بر روی تو می دیدم
 عجب نبود اگر با عاشق خود سر گران بودی
 که صید بسته با هر موئے گیسوی تو می دیدم
 بیادم آمد ای محبی که چون برخاک افتادی
 بهر جا سایه افتاد از بوی تو می دیدم

هرگز مباد آن که بهشت آرزو کنم
 خود را به هیچ بهر چه بے آبرو کنم
 چندین هزار جان گرامی شود بباد
 گر من حدیث طرہ او موبسو کنم
 چون دست من بجام مرصع نمی رسد
 قلاش دارد در می از و آرزو کنم
 آن سال و مه مباد که باماه روتو
 یک لحظه زندگانی خود آرزو کنم
 خود را بدار بر کشم از دست جور او
 و ز آه جان گداز رسن در گلو کنم
 محیی اگر به کعبه کنم روی در نماز
 شرمم شود که روی دیگر سوی او کنم

بخود مشغول می گردم که از خود یار می جویم
 گهی در دل گهی در سینه افکار می جویم
 می گو هست پیشم تا نگرود هیچ کس آگه
 همی گویم نشانش از در و دیوار می جویم
 به بین در سر چپا دارم نه بی فکر محال من
 ره و رسم و قازان کافر خونخوار می جویم
 ترا از من همه جستند مردم پیش زین اکنون
 همی گردم بهر جانب ترا اغیار می جویم
 بوی تو دل صد پاره من ماند در بستان
 کنون هر پاره آن از سر هر خار می جویم
 چنان شد کشتی محیی که گردم شود غائب
 همان ساعت نشان او ز پای دار می جویم

ای خوش آن روزی که در دل مهرباری داشتم
 سینه پر سوز و چشم اشکباری داشتم
 یاد باد آن که فارغ بودم از باغ و بهار
 در کنار آن اشک گلگون لاله زاری داشتم
 کور باد دیده بختم خوش آن روزی که من
 دیده بر راه سمنه شهسواری داشتم
 باز روگردانی از من چونکه آیم سوی تو
 آخرای پیمان شکن با تو قراری داشتم
 شکر گرناله برون شد از دلم یگبارگی
 گر هم از خوف و خطر خاطر غباری داشتم
 ناامیدم کردی از خودی خوش آن روزی که من
 آرزوی بوس و امید کناری داشتم
 گر کسی بر سر چه می کردی تو محبی در جواب
 گویم آنجا با کسی یک لحظه کاری داشتم

دو چشم از بهر آن خواهم که در رخسار او بینم
 و گر آن دو لطم نبود در و دیوار او بینم
 کند جان در تنم آمد شد صیاد در چشمم
 چو بالائی بلند و شیوه رفتار او بینم
 نخواهم دیده روشن که بر غیری قندناگه
 همان بهتر که از نور رخسار او بینم
 چو مجنون آه و صحرایان رو دوست میدارم
 که با و کس حالتی از نرگس بیمار او بینم
 ز رشک آن که خواندی از سگان کوی خود محبی
 همه کس سنگ کین بر کف پی آزار او بینم

بخواب مرگ خواهم شد مکن ای بخت بیدارم
 که من دور از درش امشب عمر خویش بزارم
 خلاف ست این که می گویند نباشد آرزو در دل
 مرا دل برود بدخوی و چندین آرزو دارم
 نه آخر عاشقان باری ز خوبان رحمتی بینند
 تو هم رحمی بکن با من که در عشقت گرفتارم
 بروز وعده از هر جا که آوازی نه در آید
 ز شادی بر جسم از جا که باز آند در بارم
 بیاد مجلس عیش تو برگ عشرتم این بس
 که افتد لخت لختی خون دل از چشم خونبارم
 چه حالت این که هر که وعده وصلش رسد محیی
 هماندم مانعی پیش آید از بخت نگون سارم

بغیر از سایه در کویت کسی محرم نمی یابم
 کنون روزم سیه شد آن چنان کان هم نمی یابم
 چو مجنون آه و صحرایان و دوست می دارم
 که بوی مردمی از مردم عالم نمی یابم
 بروای مانتی شبون برابر باب عشرت کن
 که غیر از لذت شادی من از مانتی یابم
 مگر آن مایه شادی بود مگین که بے موجب
 دل شوریده خود را دگر خرم نمی یابم
 مرا حد شکایت نیست لیکن این قدر گویم
 که از تو حالتی می دیدم این دم نمی یابم
 ندانم عشق من کم گشته باشد بخودی افزون
 که آن خوش وقتی اول درد و غم نمی یابم
 منم عاشق مراد دلش باید پیش نه مرهم
 که ذوق کز جراحت بیم از مرهم نمی یابم
 مگر در عاشقی محبی کم از فریاد و مجنون است
 اگر زیشان نباشد پیش یارے کم نمی یابم

نه چندانى گنهگارم كه شرح آن توان دادن
 خداوند ابروى من نيارد وقت جان دادن
 خداوند امر ايستادن ز شيطان و هوايى نفس
 چه حاصل نامرادي را بدست دشمنان دادن
 دم آخر من ايمان را بتو خواهم سپرد از دل
 كه كاريست مرا ز غارت شيطان امان دادن
 خدايا دوستان چون بفضل خود كنى مهربان
 به كلب كوي خود آندم توان يك استخوان دادن
 بيا مرز آخر عمرم كه از لطف و كرم باشد
 كه در آخر دم آبي به بست تشنگان دادن
 سرخا كم گواهي ده به نيكي كنز تكويى هست
 پس از مردن به نيكويى گواهي بربدان دادن
 بخشاي بر من اى جان بے شفاعت كردن نيكان
 كه بے منت ترا شايد مراد بندهگان دادن

نمی بینم ترا از تو ہے بینم من عالمے
 خلاصی از عذاب این جهان و آن جهان دادن
 از ان برکنده ام دل را ز هر چه غیر تست لے دوست
 که جان را وقت جان دادن باسانی توان دادن
 منم مفلس ترین خلق و وعده کرده یا رب
 که خواهم گنج رحمت را بدست مفلسان دادن
 بفر دوزخم جاده بچندان کز گنم با اللہ
 من بد را دریغ ست جائے در صد رحمان دادن
 غذای محیی در دنیا بجز خون جگر نبود
 که دار و ضعف دل اورا کباب خون چکان دادن

کاسه سر شد سفال و دیده گریان همان
 نین بکویت خاک گشته ناله و افغان همان
 دل نماند ز آتشی در جان شیر نیم هنوز
 جامه جان چاک گشته اشک در دامن همان
 آب شد در چشمه و هم سنگ شد در کوه آب
 خوی عاشق هم چنان دل سختی خوبان همان
 کافرا ز آتش پرستی رفت و آتش را نشانند
 بت پرستی من و سوز دل بر بیان همان
 گز ترا نسبت کنم با مهر و موم باشد خطا
 چون تو افرودی ز مهر و از ممتا بان همان
 گلستان رفت و بلبل از فغان خاموش شد
 عاشق رویت همان و ناله و افغان همان
 دل نه جور و خراب و اوز حالش بی خبر
 مملکت ویران شد و بی غوری سلطان همان

بہ نخواستہ گشت عالم زان کہ گر گریم بے
 بخت من باشد همان بد مہری دوران همان
 ہر زمانش نثریتے دیگر مفرمای طبیب
 چون کہ باشد محیی افکار را در مان همان

مجالی کی بود باتو حدیث خویشتن گفتن
 که پیش چون تو بدخوی نمی آرم سخن گفتن
 زمانی خلوتی خواهم که گویم حال خود باتو
 که نتوان شرح حال خویشتن در انجمن گفتن
 قد و روستی ترا چون هر کسی سر و دامن گوید
 توان خار و خس کویت به از سر و دامن گفتن
 بجان کندن نهادم یک سخن گویند از و بامن
 که از شیرین حکایت خوش بود با کوه کن گفتن
 نباید گفت بایبدر و هرگز وصف حسن او
 که بیجا صل بود بسیار از گل بازغن گفتن
 غم تواند دل محبتی نخواهد شد با سانی
 که نتوان با مقید بی جهت ترک وطن گفتن

من که هستم زنده دور از دلربائی خویشتن
 گر برفتم می کشد باشد بجای می خویشتن
 نه مراد در خانه کس راه و نی در مسکن
 می توانم بود یک دم در سرائے خویشتن
 ای که می نالی ز عشق بار جور روزگار
 سوئے من می بین و کن شکر خدای خویشتن
 گر ز عشق افزون نبودی در دلی پایان من
 فکر می کردم بجان کندن دوائے خویشتن
 تا نهادم بر سر کویت قدم بی اختیار
 تو تنیای دیده سازم خاک پای خویشتن
 بس که زاری می کنم بهوش گردم هر زمان
 بازی آیم بهوش از ناله های خویشتن
 غیر محبے کو خود از بهر تو خواهد در جهان
 هر که می خواهد ترا خواهد برای خویشتن

گر تو طلبه داری بیداری شبها کو
 با ذکر خدا بودن در خلوت تنها کو
 آن دوست زهر ذره خود را به شما نمود
 در مشرق و در مغرب یک دیده بینا کو
 هر چیز کز وحشتی بهر تو مهیا کرد
 تو پیچ نمی گویی کان خالق اشیا کو
 بسیار گنه کردی از حق تو نه ترسیدی
 از ترس عذاب حق نالیدن شبها کو
 چون گویی یا الله گوئیم بتو لبیک
 این بنده نواز پس از حضرت مآرا کو
 بر خود نه تو کردی رحم من بر تو کنم حمت
 دست گیر گنهگار ان غیر از کرم ما کو
 بیننده و شنونده جز من نه کسی دیگر
 بی سمع و بصر چون من بیننده و شنوا کو

من اول و من آخر من ظاهر و من باطن
 جمله منم و جز من یک ذره تو بنما کو
 از غایت پیدائی پنهان بود این دامن
 پیدائی چنان پنهان می گو که تو آبا کو
 ذات و صفات اسم چون خلق بظاہر کرد
 هر کون ابد بنگر کان منظر اشیا کو
 ای دوست محیی الدین می گفت که ای عاشق
 گر تو طلبی داری بیداری شبها کو

ندارم گرچه آن دیده که بنیم در جمال تو
 نیم نو مید چون عمرم گذشت اندر خیال تو
 توجنت را به نیکان ده من بدرابه دوح بر
 که پس باشد مرا آنجا تمنای وصال تو
 من دیوانه در دوزخ به زنجیر تو خوش باشم
 اگر یک بار پرسی تو که مجنون چیست حال تو
 چو بوی عشق تو آید ز مغز استخوان من
 بسوزاند مرا آتش ز عشق آن جمال تو
 تو شربتهای جنت را بماتای دبی عنوان
 نشد کم تشنگی ما را از آب این زلال تو
 میارای روی حور عین که سرستان آنحضرت
 جمال حق همی بیند زلف خط و خال تو
 مگر پرده براندازی ز پیش چشم مشتاقان
 و گرنه کی توان دیدن جمال باکمال تو

بمالک گویم ای مالک چنان اللہ خواہم گفت
 کہ اند اللہ من سوزد و جہنم بدسگال تو
 جگرهای کباب مانگرد و تا ابد سیراب
 مگر ساقی شود مارا خدای ذوالجلال تو
 بہ دوزخ گرز من پرسی کہ چونی محبی در آتش
 شوم من تا ابد مست و کنم ز قص از سوال تو

افسر شاہی نخواہم خاک پائی یار کو
 بال گو بشکن ہما آن سایہ دیوار کو
 سرور اکبرم کہ دار و باقد او نیستے
 آن گل رخسارہ و آن شبوہ رفتار کو
 در ہمان گیرم کہ گل بار آرد و جہد زیاد
 آن تبسم کرد آن شیرین لب گفتار کو
 دیدہ آہو اگر چہ دلفریب آمد ولی
 آن کرشمہ کردن و آن غمزہ خون خوار کو
 وصل او دشوار ہے او زندگی دشوار تر
 مردن بے زخم ہم تنگ ست پای دار کو
 ای خوش آن عاشق کہ عشق خویش شناسد زیار
 وصل و ہجر آن جانگنج یار کو اغیار کو
 جان فدایت ای کہ آوردی خبر زان تند خو
 باز پرسید از رقیبان محبے افکار کو

من کسیم رسوائے شهر و عاشق دیوانه
 آشنا با هر غمی و ز خویش تن بیگانه
 هم شوم شاد از غمش گم در دلم منزل گرفت
 هم شوم غمگین که او جا کرد در ویرانه
 ترک شهر آشوب من در کشور بی منزل نکرد
 تا نکرد اول غمش صدر رخنه در هر خانه
 که گیاه در دروید از دلم که خار غم
 من به حیرت کجین همه گل چون دمد از دانه
 می خورم خون دل و خود را به مستی می دهم
 تا کنم گستاخ پیشش ناله مستانه
 گفته مجبی که باشد تا دم از عشقم زند
 در طلب فرزانه و در عیاشی سر دانه

بگو ای این دل سنگین کشد جور و جفاتا کے
 کجائی لذت شادی و غم درد و بلاتا کے
 شدم بیگانہ از خویش و نگشت او آشنا بمن
 کند بیگانگی چندین بمن آن آشنا تا کے
 بمن قصد ہم چو من در ره فتاده از برای تو
 ز حد بگذشت مشتاقی نیامی سوی من تا کے
 دلم طاقت نمی آرد تو ہم انصاف پیش آور
 ز تو جور و جفا چندین ز من مہر و وفاتا کے
 بر دلے جان از ان گلزار بوی سوی من آور
 کشیدن منت بسیار از باد صباتا کے
 کشا بند قباتا من بیاسایم ز عمر خود
 گرہ در دل مرا باشد از ان بند قباتا کے
 گراوراکشتنی باشد بخش ورنہ کن آزادش
 بود در دست تو محیی اسیر و بتلاتا کی

گر دل غم پرور غم گسارے رواشتی
 بابل خوش بودی و در غم قرارے داشتی
 نام مجنون در جهان هرگز نه بودی این چنین
 گر چنان بودی که چون من یاد کاری داشتی
 هر دو عالم را از یک پر تو سر اسر سوختی
 آفتاب از آتش من گزشت ارے داشتی
 گل چراغ غرق غرق گشتی ز خجالت پیشوا
 گر نه آن بودی که از شک تو خاکے داشتی
 نسبت می داشت با من شمع در سوز و گداز
 گردن بر میان و چشم اشکبارے داشتی
 یار محبتی گر کشودی رخ میان مردمان
 ترک یاری خویش کردی هر که یاری داشتی

بے وفا باری چنین تا کی جفاکاری کنے
 نیست وقت آن کہ یک چندی وفا داری کنے
 این چه قسمت باشد ای بے رحم انصافی بدہ
 بر من مسکین ستم باد یگران یاری کنے
 با وجود مردم دیگر کنے دائم چسرا
 میل و ایم جانب رندان بانہ اداری کنے
 وقت آن آمد کہ دستی بر دل زارم نہی
 خون شد از دست تو دل تا چند خون خواری کنے
 خانہ دل گرفتہ روز دنیا در وی تست
 سہل باشد ہر عمارت کش تو سرداری کنے
 شیون و زاری ممکن محیی و گریان سنگ دل
 جور افزون می کند ہر چند تو نہ اداری کنے

این که سر بر تن بود بردار بودی کاشکے
 دین بدن خاشاک راه یار بودی کاشکے
 تا صبا خاکم نه بردی از سر کوی حبیب
 خاک من خشتی از ان دیوار بودی کاشکے
 چون تو گاهی می کنی پرسش مریض خویش را
 و اما چون دل تنم بیمار بودی کاشکے
 بس که بیدار تو افزون می شود گویند خلق
 جور امثال تو هم چون یار بودی کاشکے
 با وجود از جور بسیار تو گویم هر زمان
 اینک باشند اندکی بسیار بودی کاشکے
 چون تو نتوانی که هم چون گل جدا کردی ز خار
 محبے افکار تو آن خار بودی کاشکے

برون آتش سوار من تعلل بیش ازین تاکه
 ز حد بگذشت مشتافی تحمل بیش ازین تاکه
 تو حال من همی دانی و می دانم که می دانے
 چو خود را دور می کردی تغافل بیش ازین تاکه
 به طرف گلستان یک ره در آو قدر گل بشکن
 کشیدن در دسر چندین ز بلبل بیش ازین تاکه
 اگر میل عزاداری بیا و قشش محجے کن
 به کار این چنین نیکو تامل بیش ازین تاکه

سیدہ کالال !

تاریخ اسلام کا اہم ترین واقعہ

تاریخ شہادت کی مکمل داستان

☆ جب خون سستا تھا اور پانی مہنگا تھا۔

☆ جب انسانیت کا گلا گھٹ رہا تھا۔

☆ جب رسول کے نام لیوا آل رسول کے سینے پھلنی کر رہے تھے۔

☆ جب ذاتی افتخار کے لئے مذہب کی دھجیاں اڑائی جا رہی تھیں۔

☆ جب معصوم اور نوجوان بے دردی سے قتل ہو رہے تھے۔

اُس وقت دوش محمد کا سوار حق و صداقت کا علمبردار امام نامدار پرچم محمدی لے کر کربلا کے پتے ہوئے میدان میں ایک پیغام دے رہا تھا۔ پیغام حریت، پیغام انسانیت جس کو سن کر زمین اور آسمان تھرا ہے تھے دوش و طیور پھر پھرا ہے تھے، مگر نام نہاد فدایان رسول اس پیغام کو ہمیشہ کے لئے بند کر دینا چاہے تھے جس کی وجہ سے انکی امارت و تمول کی سرفلک محلات میں ایک لرزہ پڑ رہا تھا۔ باطل حق کے مقابلے میں کامیاب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ آل رسول پر دردناک مضاربے کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ اُن کے خیمے بھڑکتی ہوئی آگ کی نظر ہو رہے تھے۔ اُن کے چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے بلبل رہے تھے۔ ہر طرف تیردن کی بارش ہو رہی تھی، مگر سینہ حسینؑ سے جو زخموں سے پھلنی پھلنی ہو گیا تھا پیغام حقانیت اسی جوش و خروش کیساتھ بلند تھا۔ یہ پیغام کیا تھا کہ جو اس پر ایمان رکھتے تھے اُن کا کیا حشر ہوا؟ حق کی فتح اور باطل کی شکست کا یہ رنگین فناء جو خون شہیدان کی سرفی اپنے اندر لئے ہوئے ہے کس طرح ختم ہوا۔ یہ ایمان افروز داستان علامہ راشد الخیری کی تصنیف سیدہ کالال میں ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت دو روپے پانچ آنے